تحائف وہدایا اور رشوت میں فرق

شریعت کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

*غلام یوسف

**احسان اللہ چشتی

Abstract

Tragic moments being witnessed by Pakistan in general and the society as a whole is drenched into the quagmire of calamities. When we analyze the situation we can easily draw a conclusion to this entire spectrum of politico, socio-economic disorder,' CURRUPTION' - an illness inherently harming the very fabrics of the State. Unproductivity is the byproduct of this corruption due to which the State owned institutions are becoming a liability to the system itself. There are various forms and shades of corruption that are prevalent in our society and as such the Shariah opposes them at the very outsets and sanctions them in prohibition. The underlined cause of corruption is BRIBE. It has different names and connotations attached to it, such as: 'Commission', a 'gift' and more emphatically 'CHAY-PANI'.From Shariah perspective it is a great sin and therefore is forbidden in the true sense of the word. Therefore sharing of gifts and presents not only ties a bond of affection within the Muslim communities but also plays a key role for the development of mutual relationships cemented with spiritual love transpiring to a higher level of brotherhood of entire mankind.

Keywords: Corruption, Gifts, Shariah Perspective

تعارف:

مملکت خداداد پاکستان اس وقت جن گھمبیر مسائل سے دوچار ہے۔اور پورا معاشرہ جن آفات وبلیات کے دلدل میں ہے۔اس تمام ترصورتحال کا تجزیہ کرنے کے بعد ہم بڑی سہولت کے ساتھ اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ ان

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، چیئرمین شعبہ فقہ واسلامی قانون، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

**شریک ایل ایل ایم شریعہ اینڈ لاء، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

تمام معاشی وسماجی امراض کی بنیاد کرپشن کے اس ناسور کی وجہ سے ہے جس نے ریاست کے پورے وجود کو فاسد کر دیا ہے۔کرپشن کی وجہ سے اس وقت ہر وہ ادارہ جو مفید اور منافع بخش تھا اب بہت بھاری بوجھ بن گیا ہے اور پوری طرح بیٹھ گیا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں کرپشن کی بہت ساری صورتیں رائج ہیں ۔شریعت کی رُو سے یہ تمام صورتیں ناجائز اور انجام کے لحاظ سے مضر ہیں ۔کرپشن کا بنیادی اور اساسی محرک رشوت ہے۔رشوت کو ہمارے ہاں مختلف نام دیے جاتے ہیں ۔بعض حضرات اس کو کمیشن کہتے ہیں کوئی اس کو تحفہ اور کہتا ہے کہیں اس چائے اور پانی کا نام دیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ نے رشوت کی تمام انواع کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔اور بہت سختی کے ساتھ اس سے منع کیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے یہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔اس سے ظلم کے لئے راستہ ہموار ہوتا ہے۔اور دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے جو کہ معاشرے میں بگاڑ اور فساد کا باعث بنتا ہے۔حق تلفی اور ظلم وزیادتی کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی بڑھتی ہے۔اور وہ باہم دست وگریباں بھی ہو جاتے ہیں ۔اور بعض اوقات معاملہ قتل وغارت تک بھی پہنچ جاتا ہے۔اس لئے شریعت اسلامیہ نے نہ صرف رشوت کو حرام قرار دیا ہے بلکہ اس کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ قرآن وسنت، آثار صحابہ کرام اور تابعین کی آراء کی روشنی میں ہدایا وتحائف اور رشوت کی شرعی حیثیت بیان کرنے کی ابتدائی کوشش ہے، تاکہ ہدایا وتحائف کے مسنون عمل کو فروغ دیا جائے اور رشوت سے معاشرہ کو پاک کرنے کی کوشش جاری رکھی جائے ۔ہمارے معاشرہ میں رشوت ایک ناسور بن چکا ہے جس کی دنیوی اور اخروی تباہ کاریوں کے بارے میں قرآن وسنت میں بہت سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں ۔ ہمارے معاشرہ کی شکست وریخت اور اخلاقی انحطاط کی ایک بڑی وجہ رشوت کا ناسور جرم ہے جیسے اکثر وبیشتر ہدیہ وتحفہ یا اوپر کی آمدنی سمجھ کر وصول کیا جاتا ہے اور گناہ کا تصور تک نہیں ہوتا۔رشوت ایک ایسا موذی مرض بن چکا ہے جس نے ہمارے معاشرہ کے قریب قریب ہر طبقہ کا چین وسکون چھین لیا ہے۔ یہ ایک ایسا ناسور ہے جس کو جلد سے جلد ختم کرنا ملک وملّت کی بقاء کے لیے ناگزیر ہے۔

تمدنی زندگی میں لین دین کی ایک شکل یہ بھی ہوتی ہے اپنی کوئی چیز کسی کو بطور ہدیہ وتحفہ پیش کی جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال واعمال سے اس کی بھرپور ترغیب دلائی ہے۔اور اس کی یہ حکمت بتائی ہے کہ اس سے دلوں میں محبت واُلفت اور تعلقات میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے جو اس دنیا میں بڑی نعمت اور بہت سی آفات سے حفاظت اور عافیت وسکون حاصل ہونے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

ہدیہ وتحفہ وہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ دوسروں کے دلوں کو خوش کرنا اور اُن کے ساتھ اپنے قلبی تعلق کے

اظہار اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی مقصود ہو۔ اگر کسی دوست کو دیا جائے تو اُس کے ساتھ قلبی تعلق میں اضافہ ہوگا اور اگر کسی ضرورت مند وکمزور کو دیا جائے تو اس سے اُس کی دلجوئی ہوگی۔ جب کوئی مخلص ومحبّ ہدیہ وتحفہ پیش کرتا تو آپ خوشی سے قبول فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِ حْسَان (1) کے مطابق اُس ہدیہ دینے والے کو خود بھی ہدایا تحائف سے نوازتے تھے۔ اور آپ نے اُمت کو بھی اسی طرز عمل کی ہدایت فرمائی بلاشبہ مکارم اخلاق کا تقاضا یہی ہے، مگر افسوس عوام وخواص میں اس کریمانہ سنت کا اہتمام بہت کم نظر آتا ہے۔

ہدایا اور تحائف کا آپس میں تبادلہ ایک مستحسن عمل ہے جس سے مسلمانوں کے درمیان آپس میں محبت و الفت بڑھتی ہے اور تحائف چونکہ ایک بہترین معاشرے کی تشکیل اور باہمی اخوت اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اسی اہمیت کے پیش نظر شریعت نے نہ صرف اسے مستحب قرار دیا بلکہ ترغیب دلائی ہے۔

قرآن کریم:

قرآن کریم میں ہدایا وتحائف کے تبادلہ کی ترغیب دلاءگئی ہے اور رشوت کو حرام قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ’’وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا ‘‘(2) اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے تمہیں کچھ چھوڑ دیں تو اسے ذوق وشوق سے کھالیا کرو۔ نِحْلَة کے معنی ہبہ اور ہدیہ کرنا۔(3) علامہ بیضاوی لفظ نحلة کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نِحْلَةٌ سے مراد وہ عطیۃ ہے جو انسان کسی کو رضامندی اور خوشی سے دے دیں اور اس میں کوئی لالچ یا معاوضے کا طمع نہ ہو۔(4)

رضاء ورغبت ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں جبر واکراہ اور زبردستی وغیرہ کا عمل دخل نہ ہو کیونکہ دلوں کی کیفیات واحوال غیبیہ سے آگاہی حاصل کرنا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں۔ مذکورہ آیت کریمہ اس بارے میں ایک قاعدے کی حیثیت رکھتی ہے یہ صرف خواتین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس کا حکم عمومی ہے، جس سے تحائف کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

’’يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ‘‘(5) اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہوجائے تو وہ جائز ہے)۔ اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں: جس طرح تجارت کے ذریعے حاصل شدہ مال حلال ہے اسی طرح تحائف، صدقات، مہر اور

وراثت کے طور پر حاصل شدہ مال بھی حلال ہوگا۔(6)

رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: **لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ** ۔(7) کسی مسلمان کا مال حلال نہیں الا یہ کوئی اپنی خوشی سے کسی کو کچھ دیدے۔ حضرت ابوحمید الساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ أَنْ يَأْخُذَ عَصَا أَخِيهِ بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ، قَالَ ذَلِكَ لِشِدَّةِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ مِنْ مَالِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ.** (8) کسی شخص کے لیے یہ بھی حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی لاٹھی تک اس کی خوشی ورضامندی کے بغیر لے اور آپ نے اس کی شدت حرمت کو ظاہر کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مسلمان کا مال مسلمان پر حرام قرار دیا ہے۔

احادیث نبوی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے ہدایا وتحائف کے تبادلے کی ترغیب دلائی ہے اور اس کے دنیوی اور اخروی فوائد وثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے تمھارے رزق میں برکت اور وسعت پیدا ہوگی۔ ہدیہ وتحفہ اگر کسی ضرورت مند کو اللہ تعالی کے واسطے اور ثواب کے لیے دیا جائے تو یہ ہدیہ وتحفہ نہ ہوگا بلکہ صدقہ ہوگا۔ تحفہ وہدیہ اُسی صورت میں ہوگا ہو جب اُس کے ذریعہ اپنی محبت اور اپنے تعلق خاطر کا اظہار مقصود ہو اور اُس کے ذریعہ رضائے الٰہی مطلوب ہو۔ ہدیہ اگر اخلاص کے ساتھ دیا جائے تو اس کا ثواب صدقہ سے کم نہیں بلکہ بعض اوقات زیادہ ہوگا۔

افسوس ہے کہ اُمت مسلمہ میں باہم مخلصانہ تحائف وہدایا کے لین دین کا رواج بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بعض خاص حلقوں میں اس مبارک عمل کو صرف بزرگوں اور مرشدوں تک محدود کردیا گیا ہے۔ اپنے عزیز واقارب اور پڑوسیوں وغیرہ کے ہاں ہدایا وتحائف کا لین دین تقریباً ختم ہی ہوگیا ہے۔ حالانکہ دلوں میں باہمی محبت والفت اور تعلقات میں خوشگواری اور زندگی میں چین وسکون پیدا کرنے اور اسی کے ساتھ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا نسخہ کیمیا تھا۔ ہدیہ دلوں کی کدورت دور کرکے محبت پیدا کرتا ہے۔ ہدایا وتحائف کے تبادلہ سے باہمی رنجشوں اور کدورتوں کا دور ہونا، دلوں میں جوڑ اور تعلقات میں خوشگواری پیدا ہونا ایک بدیہی بات ہے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مجھے کچھ مال میں سے عطاء فرماتے تھے تو میں عرض کرتا کہ فلاں شخص کو دیدیں کیونکہ وہ شخص مجھ سے زیادہ محتاج ہے تو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے کہ تم لے لو، کیونکہ نہ تو

تم نے اس وقت اس مال کی حرص وتمنا کی ہے اور نہ ہی تم نے مانگا ہے اور اگر چاہو تو سارا مال اپنے پاس رکھ لو اور اگر تمہیں ضرورت نہ تو تم اس مال کو صدقہ کر دو۔(9)

عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے پاس کچھ چیزیں ہدیہ بھیجیں جنہیں حضرت عمرؓ نے واپس کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تم نے وہ ہدیہ کیوں واپس کر دیا؟ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں سکھایا کہ ہم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو کسی سے کچھ بھی نہ لے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: حرج تب ہوتی ہے جب کوئی چیز کسی سے مانگی جائے اور اگر بغیر مانگے کوئی چیز مل جائے تو یہ سمجھو کہ یہ ایسا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں دیا جا رہا ہے۔(10) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں کسی سے کچھ نہیں مانگتا اور جب بغیر مانگے کچھ مل جائے تو لے لیتا ہوں۔(11)

عبداللہ بن عامر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس کچھ روپیہ پیسہ اور کپڑے بھیجے تو حضرت عائشہؓ نے قاصد کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں کسی سے کچھ نہیں لیتی۔ جب قاصد واپس چل پڑا تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس کو میرے پاس واپس بلاؤ جب قاصد آ گیا تو فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد آ گیا جس میں آپ نے فرمایا تھا: يَا عَائِشَةُ ، مَنْ أَعْطَاكِ عَطَاءً بِغَيْرِ مَسْأَلَةٍ ، فَاقْبَلِيهِ ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ عَرَضَهُ اللَّهُ لَكِ.(12) اے عائشہؓ جب کوئی شخص تمہیں بغیر مانگے کچھ دیدے تو اسے قبول کر لیا کرو کیونکہ یہ ایسا رزق ہے جو اللہ تمہیں دینا چاہتا ہے۔

حضرت خالد بن عدی الجھنیؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمایا۔مَنْ بَلَغَهُ مَعْرُوفٌ عَنْ أَخِيهِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ وَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ(13) جس کسی کو اپنے بھائی سے ایسی بھلائی (مال ودولت) مل جائے کہ نہ تو اس نے مانگا ہو اور نہ ہی اس کے دل میں اس کی طمع پیدا ہوئی ہو، تو اسے چاہئے کہ اسے قبول کر لے اور واپس نہ لوٹائے کیونکہ یہ ایسا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص کو دیا جا رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :مَنْ عُرِضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْأَلَهُ ، فَلْيَقْبَلْهُ ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ.(14) کسی شخص کو بغیر مانگے کچھ مال ودولت مل جائے تو اُسے قبول کر لینا چاہیے مال میں سے کچھ دے دیا اس حال میں کہ بن مانگے ہو تو اس کو چاہیے کہ اسے قبول کر دے کیونکہ یہ ایسا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص کو دیا جا رہا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ، فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ، وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ (15) حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو ہدیہ وتحفہ دیا جائے اگر اُس کے پاس بدلہ دینے کے لیے کچھ موجود ہوتو وہ اس کو دیدے اور جس کے پاس بدلہ میں دینے کے لیے کچھ بھی نہ تو وہ بطور شکریہ کے اس کی تعریف کرے اور اُس کے حق میں کلمہ خیر کہے۔جس نے ایسا کیا اُس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا اور جس نے ایسا نہیں کیا اور احسان کے معاملہ کو چھپایا تو اُس نے ناشکری کی۔اور جو کوئی اپنی زبان، طرز عمل یا خاص قسم کے لباس وغیرہ کے ذریعے اپنے اندر وہ کمالات ظاہر کرے جو اُس میں نہ ہوں تو ایسا شخص دھوکہ باز اور بہروپیا ہے جو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے باعزت وباوقار لوگوں کا لبادہ اوڑھ لے۔

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ جس کو کسی محبّ کی طرف تحفہ وہدیہ دیا جائے تو اُس کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ بھی تحفہ وہدیہ دے اور اگر اُس وقت اُس کے پاس دینے کو کچھ نہ ہو تو اچھے کلمات سے اُس کا شکریہ ادا کر دے۔

حضرت ابوالدرداؓ سے مروی ہے سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْوَالِ السُّلْطَانِ ؟ فَقَالَ : مَا أَتَاكَ اللَّهُ مِنْهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ ، وَلاَ إِشْرَافٍ فَكُلْهُ ، وَتَمَوَّلْهُ (16) کہ رسول اللہ ﷺ سے بادشاہ کی جانب عطا کردہ مال ودولت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالی آپ کو بغیر مانگے اور بغیر حرص ولالچ جو کچھ عطا کر دے تو اسے استعمال کرو اور اپنے پاس محفوظ کر لو۔امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں ان احادیث کے ذیل میں علماء کا اختلاف نقل کیا ہے کہ جب سربراہان مملکت وغیرہ میں سے کوئی کسی کو مال وغیرہ ہدیہ کر دے تو ایسے ہدیہ کو قبول کرنا واجب ہے یا مستحب ہے؟ اس حوالے سے علماء کے تین اقوال ہے۔

جمہور فقہاء کے ہاں ایسے مال کو قبول کرنا مستحب ہے البتہ حُکام کے عطیات کے بارے میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ ایسے ہدایا وتحائف کو قبول حرام ہے اور بعض کے ہاں مکروہ ہے لیکن راجح قول یہ ہے کہ سلطان نے اگر حرام وناجائز ذرائع سے حاصل کئے گئے مال سے ہدیہ دیا ہو تو ایسے ہدیہ کو قبول کرنا حرام ہے۔اور بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ حکام کے عطیات کو قبول کرنا واجب ہے۔(17)

عبداللہ بن السعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہیں جو کام سپرد کیا گیا تھا اس کام کے عوض میں دی جانے اجرت کو تم نے قبول کرنے سے

انکار کر دیا۔(18) حضرت عمرؓ کو میں نے وجہ بتائی کہ چونکہ میرے پاس اس وقت گھوڑے، غلام اور دیگر مال و دولت کافی مقدار میں ہے اور اس وقت میری مالی پوزیشن کافی بہتر ہے۔اس لیے میری خواہش یہی تھی کہ میری یہ اجرت مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: جو کچھ میں تمہیں دے رہا ہوں وہ لے لو، کیونکہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے عامل بنایا گیا تھا میں نے بھی ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی طرح کی خواہش کا اظہار کیا تھا جس طرح تم نے کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمﷺ مجھے مال دے رہے تھے تو میں نے عرض کیا کہ یہ ان لوگوں کو دی جائے جو مجھ سے زیادہ اس کے مستحق و محتاج ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمﷺ نے فرمایا تھا: جب تمہیں کوئی چیز بغیر مانگے دی جائے تو اسے لے کر استعمال کیا کرو اور صدقہ دیا کرو، بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔(19)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ: أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِهَا أَوْ يَبْتَغُونَ بِذَلِکَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (20) لوگ اپنے ہدایا (تحائف) اُس دن بھیجنے کی کوشش کرتے جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا قیام حضرت عائشہؓ کے ہاں ہوتا، وہ لوگ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خوشی و رضامندی کرنے یا حضرت عائشہؓ کی خوشی کے لیے ایسا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ (21)۔رسول اللہﷺ کی خدمت میں جب کھانے پینے کی اشیاء پیش کی جاتیں تو آپ پوچھا کرتے کیا یہ ہدیہ (تحفہ) ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو صحابہ کرامؓ سے فرماتے تم کھاؤ اور آپ خود اس میں سے تناول نہ فرماتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ تناول فرماتے تھے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ (22) اگر مجھے بکری کے کُھر یا پائے کی دعوت دی گئی تو میں قبول کروں گا اور اگر مجھے ان دونوں چیزوں میں سے کوئی تحفہ میں دی گئی تو بھی میں قبول کروں گا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا (23) رسول اللہﷺ ہدیہ (تحفہ) قبول فرماتے تھے اور اس ہدیہ کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تَهَادَوا تَزْدَادُوا حُبّاً وهاجِروا

تُـوَرِّثُـوا أَبْـنـاء كُمْ مَجْداً وأقِيلُوا الكِرامَ عَثَراتِهِمْ (24)۔آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہدیہ وتحائف کا تبادلہ کیا کروتا کہ باہمی محبت والفت میں اضافہ ہوتا رہے اور گناہوں سے بچتے رہو،اوراپنے بچوں کو عمدہ اخلاق وشرافت سکھاؤاورشرفاءومعززین کی لغزشوں سے چشم پوشی کیا کرو۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ: ہدایا اور تحائف کا آپس میں تبادلہ ایک مستحسن عمل ہے تا کہ مسلمانوں کے درمیان آپس میں محبت والفت بڑھتی رہے۔کیونکہ جب ایک چیز میں اضافے کا عمل رک جائے تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کمی ونقصان آ جاتا ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ اضافے سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں آپس میں محبت مراد ہو جس پر قرینہ رسول اللہ اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ اللہ کے لیے محبت کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہونگے۔(25)

حضرت ام حکیمؓ بن وداع فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: :تَهـادَوْا فإنَّ الهَدِيَّةِ تُضَعِّفُ الحُبَّ وَتَذْهَبُ بِغَوائِلِ الصَّدْرِ. (26) آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہدیہ وتحائف کا تبادلہ کرتے رہا کرو،اس کی وجہ سے آپس میں محبت میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہےاوردل کی کدورتیں ختم ہوجاتی ہیں۔حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: :تَهَـادَوْا، فَـإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصُّدُورِ، وَلَا تَحْقِرَنَّ جارَةٌ لِجارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ (27) آپس میں تحائف کا تبادلہ کرتے رہا کرو کیونکہ تحفہ سینے کی جلن یعنی (بغض وعداوت) کو ختم کردیتے ہیں اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے تحفہ وہدیہ کی تحقیر نہ کرے اگرچہ وہ بکری کی کم گوشت والی ہڈی ہی کیوں نہ ہو۔علامہ مناویؒ لکھتے ہیں: وَحَـرَ الـصُّدُور کے معنی ہیں سینے میں بغض وکینہ رکھنا۔چونکہ انسانی دل مال کی محبت اوراس کے نفع کے بارے میں زیادہ حریص ہوتا ہے جب اسے کوئی مال ملتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہےاوراس کے بقدراس کے دل سے غم وغصہ اورنفرت نکل جاتی ہے۔(28)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تَهَـادَوْا تَـحـابُّوا وتَصافَحُوا يَذْهَبِ الغِلُّ عَـنْـكُـمْ (29) آپس میں تحائف کا تبادلہ کیا کرو،تا کہ آپس میں محبت والفت پیدا ہواور مصافحہ کرتے رہا کرو،تا کہ تمہارے دلوں سے بغض وکینہ دور ہوجائے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: :تَهـادَوُا الطَّعامَ بَيْنَكُمْ فإنَّ ذَلِكَ تَوْسِعَةٌ في أَرْزاقِكُمْ (30) تم لوگ آپس میں کھانے کی صورت میں تحائف وہدایا کا تبادلہ کرتے رہا کروکیونکہ اس کیوجہ سے تمھارے رزق میں برکت اوروسعت پیدا ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تَـزَاوَرُوا ، وَتَهَـادُوا ، فَـإِنَّ الـزِّيَارَةَ تُثَبِّتُ الْوُدَّ ، وَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تَسُلُّ

السَّخِيمَة ۔(31)ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کرتے رہا کرو اور آپس میں تحائف کا تبادلہ بھی کرتے رہا کرو بلاشبہ ملاقات کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تحائف سے نفرت کے جذبات اور کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تَرُدُّوا الْهَدِيَّةَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ وَلا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِينَ (32)ہدایا و تحائف واپس نہ کیا کرو اور ایک دوسرے کی دعوت قبول کرلیا کرو اور مسلمانوں کو مارنے سے اجتناب کیا کرو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ روم کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ریشم سے بنا ہوا ایک جُبہ بطور تحفہ کے بھیجا۔رسول اللہ ﷺ نے جُبہ زیب تن فرمایا...اس کے بعد آپ نے وہ جُبہ حضرت جعفرؓ طیار کے لیے بھیج دیا، جب وہ پہن کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے پہننے کے لیے نہیں دیا تو حضرت جعفرؓ نے عرض کیا پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے بھائی نجاشی بادشاہ کے لیے بطور تحفہ کے بھیج دو۔(33) حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے رسول اللہ اکرم ﷺ کو تحفہ میں دو کالے موٹے موزے دیے جو آپ ﷺ استعمال کرتے اور ان موزوں پر مسح فرماتے تھے۔(34)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کی ایک چادر تحفہ میں دی گئی تو آپ نے وہ چادر میرے پاس بھیج دی، میں وہ چادر اوڑھ کر باہر نکلا۔جب رسول اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ جو چیز میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا تو وہ چیز تمہارے لیے کیسے پسند کرسکتا ہوں؟ پھر آپ نے فرمایا اس چادر سے خواتین کے لیے دو پٹے بناؤ، میں نے اُس چادر کے دو دو پٹے بنا دیئے ایک حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا۔(35)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ میں بدوؤں کا تحفہ قبول نہیں کرتا۔ایک دفعہ ام سُنبُلہ نے ایک برتن میں دودھ لا کر تحفے کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دودھ میں سے مجھے بھی کچھ اس پیالے میں ڈال دو۔میں نے دودھ ڈال دیا تو آپ نے نوش فرمایا۔پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں کسی اَعرابی کا کوئی ہدیہ تحفہ قبول نہیں کرتا، تو رسول اللہ اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ ایک بدوی (دیہاتی) جب اسلام قبول کر لیتا ہے تو بدو نہیں رہتا بلکہ ہم ان کے شہر کے اور وہ ہمارے دیہات کے لوگ ہیں جب وہ ہمیں دعوت دیں تو ہم قبول کریں اور جب ہم دعوت ان کو دے تو وہ قبول کریں۔(36)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر کے دوران ایک خاتون نے بطور ہدیہ اپنے بیٹے کو ایک بکری دیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ رسول اللہ اکرم ﷺ نے اس بکری کا دودھ نکال کے اس لڑکے کو دیا اور فرمایا اپنی والدہ کے پاس یہ دودھ لے جاؤ، اُس خاتون نے سیر ہو کر دودھ پیا پھر وہ لڑکا ایک دوسری بکری لے کر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بکری کا دودھ نوش فرمایا۔(37)

سنن اُبی داوٗد کے شارح علامہ خطابیؒ، رسول اللہ اکرم ﷺ کے ہدیہ قبول کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ہدیہ اور تحفہ قبول کرنا آپ کے لطف وکرم کی ایک قسم اور حسن اخلاق کا ایک اہم باب ہے جس کے ذریعے لوگوں کی تالیف قلوب مقصود ہوا کرتی تھی آپ ﷺ کا ہدیہ کی چیز کو تناول فرمانا آپ ﷺ کی نبوت کے علامات میں سے ایک علامت بھی تھی۔ سابقہ کتب سماویہ میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی موجود تھا کہ آپ ہدیہ قبول فرمائیں گے اور صدقہ سے اجتناب کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا ہدیہ کے بدلے عوض دینا اس وجہ سے ہوتا تھا کہ کسی کا آپ پر احسان باقی نہ ہو۔(38)

ہدایا وتحائف اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

محدثین کرام نے احادیث رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہر موضوع پر صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال اور ان کے فتاوی کو بھی جمع کرنے کا بھرپور اہتمام کیا ہے، حضرات محدثین ان کو آثار صحابہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ جماعت تھی جس نے براہ راست نبوت کا زمانہ دیکھا تھا اور قرآن وحدیث کو براہ راست صاحب قرآن سے سیکھا اور سمجھا اور اس پر کما حقہ عمل بھی کیا اس لیے شریعت مطہرہ کے احکامات سمجھنے کے لیے اس جماعت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ فقہی مسائل ہوں یا دیگر احادیث کی نقل وروایت، بہر حال اس سلسلہ میں صحابۂ کرام ہی ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہیں نزول قرآن کے عینی شاہدین، انہوں نے نبوت کے علوم ومعارف کا علم خود اپنے کانوں سے سن کر اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حاصل کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس سال پر محیط دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کا ثمرہ ہیں۔ اُن کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اِس امانت کو عہدِ رسالت کی خوشبو سے معطّر اور نورِ نبوّت کی ضیا پاشیوں سے روشن صورت میں، اُن کے اصل جلال و جمال کے ساتھ اپنے بعد میں آنے والی نسلوں کو منتقل کریں۔ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں: رسول اللہ کے بعد شریعت اسلامیہ کی ذمہ داری صحابہ کرام پر آ گئی جو اسلام کے لئے بمنزلۂ بنیاد تھے اور قرآن کا لشکر،

رحمٰن کے سپاہی تھے۔ یہ ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اُمت میں سب سے نرم دل والے تھے جن کے علم میں گہرائی و وسعت تھی، تکلفات سے بے نیاز، حسن بیان سے مالا مال اپنے ایمان میں سب سے زیادہ سچے خیر خواہی میں سب سے آگے تھے اور وسیلہ کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک تر تھے۔(39)

صحابہ کرام نے فقہ نبوی کا ایک وافر ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا، فقہ کا یہ ذخیرہ یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور تقریرات سے منصوص تھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے مستخرج و مستنبط تھا یا مقاصد اسلام اور اغراض شریعت کا ان کو علم تھا اِس پر منطبق تھا۔ صحابہ کرام کے بعد علم وفقہ کا یہ ذخیرہ اِن کے تربیت یافتہ شاگردوں یعنی تابعین کو منتقل ہوا۔ ہر فقیہ صحابی کے کچھ نہ کچھ مخصوص تابعین تھے جنھوں نے صحابہ کرام کی صحبت سے بھرپور فیض یاب ہوئے اور اُن کی شاگردی کو اپنا شعار بنایا۔

تحفہ و ہدیہ کو رَد کرنے کا حکم:

اگر کسی نے صلہ رحمی یا صدقہ کے طور پر کسی کو کوئی چیز ہبہ کی یا تحفے میں دی ہو تو اس ہدیہ اور تحفہ کو واپس کرنا مناسب نہیں۔ اگر کسی شخص نے اس نیت سے ہدیہ یا تحفہ دیا کہ اس کا کچھ بدلہ مل جائے تو ایسے ہدیہ یا تحفہ کو واپس کر دینا چاہیے۔ اسی طرح جب ایک آدمی کسی ایسے شخص کو تحفہ میں کوئی چیز دے جو اس کا ذی رحم محرم نہ ہو، اگر تحفہ دینے والا اپنا تحفہ واپس لینا چاہے تو وہ لے سکتا ہے بشرطیکہ اُس نے کوئی عوض وصول نہ کیا ہو۔ اگر تحفہ میں دی گئی چیز استعمال ہو گئی ہو یا کوئی ایک فریق فوت ہو جائے تو پھر ہدیہ/تحفہ کو واپس لینے کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے:

حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی نے صلہ رحمی یا صدقہ کے طور پر کسی کو کوئی چیز ہبہ یا تحفے کے طور پر دی ہو تو میں ایسے ہدیہ اور تحفہ کو واپس کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور اگر کسی شخص نے اس نیت سے ہدیہ یا تحفہ دیا کہ اس کا کچھ بدلہ مل جائے تو ایسے ہدیہ یا تحفہ کو واپس کر دینا زیادہ مناسب ہے(40)۔ حضرت عمر فاروقؓ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب ایک آدمی کسی ایسے شخص کو تحفہ میں کوئی چیز دے جو اس کا ذی رحم محرم نہ ہو اور اس شخص نے اس تحفہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہو، اگر تحفہ دینے والا اپنا تحفہ یا ہدیہ واپس لینا چاہے تو وہ لے سکتا ہے۔ ہاں اگر تحفہ/ہدیہ دینے والے نے اس کا عوض وصول کر لیا ہو یا تحفہ میں دی گئی چیز استعمال ہو گئی یا دونوں میں کوئی ایک شخص فوت ہو جائے تو پھر ہدیہ/تحفہ کو واپس لینے کا حق ساقط ہو جاتا ہے(41)۔ حضرت علیؓ کا قول ہے: حضرت علیؓ کہ تحفہ/ہدیہ دینے

والے نے جب تک اس کا بدلہ وصول نہ کرلیا ہو اپنے ہدیہ کو واپس لینے کا حق دار ہے (42)۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے جب کوئی شخص مجھے تحفہ دیتا ہے تو میں اس کو قبول کرتا ہوں البتہ جہاں تک سوال کرنے کی بات ہے تو میں کسی سے کچھ نہیں مانگتا۔ (43)

ہدیہ اور تحائف تابعین اور فقہائے کرام کی نظر میں:

ہدیہ و تحائف کے حوالے سے احادیث رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے آثار کی صورت میں جہاں محدثین نے بڑا ذخیرہ محفوظ کیا ہے وہاں تابعین کے اقوال پر مبنی ذخیرہ بھی حدیث وسنن کی کتابوں میں موجود ہے۔ حضرات تابعین نے براہ راست صحابہ کرامؓ سے علمی استفادہ کیا تھا اور ان سے قرآن وحدیث کے تعلیم اور فہم نصوص کے حوالے سے اپنے اذہان وقلوب کو منور کیا تھا۔ ان کے اقوال کو فہم دین اور احکام کی تعبیر وتشریح میں نہایت ہی اہمیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے کبار تابعین کے چند اقوال پیش خدمت ہیں:

1- حضرت شعبہؒ کا قول ہے کہ تم لوگ ایسے شخص کو ہدیہ نہ دیا کرے جس سے تمہیں یہ امید ہو کہ وہ تمہیں تمہارے ہدیہ سے بہتر کوئی چیز بطور ہدیہ/تحفہ کے دے گا۔ (44)

2- حضرت ضحاکؒ، ابراہیم نخعیؒ اور ابو برزہؒ آیت کریمہ ''وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ'' (45) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے: اَیْ لَا تُعْطِ لِتُعْطِی اَکْثَرَ مِنْهُ تم کسی کو ہدیہ یا تحفہ اس نیت سے مت دو کہ وہ تمہیں تمہارے ہدیہ/تحفہ سے زیادہ دے گا۔ (46)

3- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول ہے: جب کوئی شخص کسی کو ہدیہ/تحفہ دے اور اس پر اسے بدلہ بھی مل جائے پھر وہ اس میں رجوع کرنا چاہے تو اس کو علانیہ طور پر رجوع کرنا چاہیے اور خفیہ طور پر نہیں۔ حضرت شریح قاضیؒ فرماتے تھے جب کوئی شخص کسی کو صلہ رحمی یا قرابت داری، حصولِ ثواب، یا کسی کا حق ادا کرنے کی غرض سے کوئی چیز ہدیہ/تحفہ دے تو ایسا ہدیہ وصول کرنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کیا جائے (47)۔

4- حضرت سعید بن المسیبؒ کا قول ہے کہ جس نے اپنے کسی غیر ذی رحم محرم کو ہدیہ دیا تو اس وقت تک اسے واپس لینے کا حق حاصل ہے جب تک کہ اس کا بدلہ نہ دیا جائے۔ (48)

وہ چیزیں جن کا ہدیہ قبول کرنا چاہیے:

عَـنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ عُرِضَ عَلَیْهِ رَیْحَانٌ فَلاَ یَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَفِیفُ الْمَحْمِلِ طَیِّبُ الرِّیحِ (49) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کو ہدیہ کے طور پر خوشبودار پھول پیش کیا جائے تو اُسے چاہئے کہ وہ اُسے قبول ہی کرے رَد نہ کرے کیونکہ وہ بہت چھوٹی اور کم قیمت چیز ہے اور اس کی خوشبو باعث فرحت ہے۔ پھول جیسی کم چیز کا ہدیہ قبول کرنے سے اگر انکار کیا جائے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ ہدیہ پیش کرنے والا اپنے آپ کو کم تر سمجھے گا جس سے اُس کی دل شکنی ہوگی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثَلاثٌ لا تُرَدُّ :الْوَسَائِدُ ، وَالدُّهْنُ ، وَاللَّبَنُ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقِيلَ :أَرَادَ بِالدُّهْنِ :الطِّيبَ(50). حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو رد نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبول کرنا چاہئے تکیہ، تیل اور خوشبو۔

ان تینوں کی چیزوں کی خصوصیت یہی ہے کہ دینے والے پر زیادہ بوجھ نہیں پڑتا اور جس کو دی جائیں وہ ان سے استفادہ کر سکتا ہے جس سے ہدیہ کرنے والے کو خوشی ہوگی۔

رشوت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

لغوی تعریف:

لفظِ رشوت، بکسر الراء اور بضم الراء دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ رشوۃ کی جمع رُشا، بضم الراء آتی ہے(51)۔ ابن اثیر لکھتے: الرشوة :الوصلة إلى الحاجة بالمصانعة .وأصله من الرشاء الذى يتوصل به إلى الماء . رشوۃ کا مطلب ہے اپنی حاجت تک کسی تدبیر کے ذریعے پہنچنا اور اس کی اصل الرشاء یعنی ایسی رسی ہے جس کے ذریعے پانی تک پہنچا جاتا ہے(52)۔ اس قول کے مطابق لفظ رشوت لغت عرب میں یعنی "رَشَا "سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے ڈول کی رسی۔

رشوت کے ہم معنی الفاظ میں سے ایک لفظ بـرطیل بھی ہے(53)۔ النھایۃ میں ہے: اس کے ہم معنی لفظ براطیل ہے، جس کا مطلب ہے غلط کاموں میں کسی کی معاونت کرنا(54)۔ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے

ہیں رشوۃ کے ہم معنی لفظ برطیل ہے،اور براطیل ایک سخت گول لمبا پتھر کو کہا جاتا ہے۔ جو بولنے والے کے منہ میں اس لئے ڈال دیا جاتا ہے تاکہ بولنے سے اس کو روکے رکھے۔(55)

اصطلاحی تعریف:

رشوت کی درج ذیل مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

1- رشوت لینے والے کی طلب پر کوئی مال وغیرہ بطور رشوت کرنا۔(56)

2- رشوت کا اطلاق ہر اس اجرت اور مزدوری پر ہوتا ہے جس کا حرام ہونا شرعی اصولوں سے ثابت ہو یعنی ہر ایسا مال جو کسی مصلحت یا مفاد کی تکمیل کے عوض دیا جائے ، جس کی حرمت قرآن وسنت اور اجماع امت جیسے قطعی دلائل سے ثابت ہو۔(57)

3- کوئی شخص اپنی ضرورت ومقصد کے حصول کے لئے عدل وانصاف کے اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے حق میں فیصلہ کرانے لئے ،مفادات کا لالچ ،چاپلوسی یا مال ودولت وغیرہ پیش کرے، ایسے لین دین پر رشوت کا اطلاق ہوتا ہے۔(58)

4- رشوت کا اطلاق ایسے مال ودولت وغیرہ پر ہوتا ہے جو کہ حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے دی جائے۔(59)

5- اسی طرح بعض نے رشوت کی تعریف یوں کی ہے کہ: رشوت کا اطلاق ہر ایسے طریقہ وعمل پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ کوئی شخص اپنے حق میں ناجائز فیصلہ کرانے یا کسی منصب پر فائز ہونے کے لیے یا کسی کی حق تلفی ،کسی پر ظلم زیادتی کرنے کی نیت سے اپناتا ہے۔اسی طرح کسی کی خاطر کسی کی حق تلفی کی جائے ،یا کسی پر ظلم وزیادتی کی جائے۔(60)

6- علامہ ابن عابدینؒ نے رشوت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رشوت کا اطلاق ہر اُس چیز پر ہوتا ہے جو کوئی شخص کسی حاکم یا غیر حاکم کو اپنے حق میں فیصلہ کرانے کی نیت سے دیتا ہے۔ یا من پسند منصب پر اس کو فائز کر دے، یا اس کی مرضی کے مطابق اس کا کام کردیا جائے۔(61)

مذکورہ بالا تمام تعریفات کا حاصل یہ ہے رشوت کا معاملہ میں تین اجزاء پر مشتمل ہے: ایک راشی، وہ شخص جو رشوت دینے والا ہے دوسرا شخص مرتشی ہے، جو رشوت لیتا یا قبول کرتا ہے۔اور تیسرا جزء رشوت ہے یعنی وہ مال یا منفعت جو رشوت دینے والا خرچ کرتا ہے تاکہ اس کا مفاد یا غرض پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔

قرآن کریم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رشوت کوحرام اورظلم قرار دیتے ہوئے ارشادفرمایا:''وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ''(62)اورتم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق طریقہ سے مت کھاؤ اور نہ مال کو(بطورِ رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم (بھی) ناجائز طریقے سے کھاسکو حالانکہ تمہارے علم میں ہوکہ یہ گناہ ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیر المنار لکھتے ہیں:

اگراس طریقے سے مال کا دینے والا رضا مندی کا مصنوعی مظاہرہ بھی کرے تب بھی اس کا شمار رشوت میں ہوگا(63)۔اور علامہ مراغی فرماتے ہیں:اگر دینے والے کی رضا شامل نہ رہی ہو یااللہ نے اس کا کھانا مباح قرارنہیں دیا تب بھی اس کا شمارحرام میں ہوگا(64)''سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ''(65)اے پیغمبر ﷺ! یہ لوگ جھوٹی باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرنے والے(اوررشوت یعنی) حرام مال کھانے والے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:''وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَاكَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ''(66)اورآپ ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھیں گے جوگناہ اورظلم اوراپنی حرام خوری میں بڑی تیزی سے کوشاں ہوتے ہیں۔ بھلا ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ کی بات کہنے اورحرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے؟ بیشک وہ (بھی برائی کے خلاف آواز بلند نہ کرکے) جو کچھ تیار کررہے ہیں بہت ہی برا ہے۔جمہور مفسرین ومحدثین نے رشوت کی حرمت پر مذکورہ بالا آیات کریمہ سے استدلال کیا ہے۔ان آیات کریمہ میں رشوت کی مذمت اوراس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

احادیث نبویہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے اوران کے درمیان رابطہ کا کام کرنے پراللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے اور رشوت کوسُحت اور دوزخ آگ قرار دیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ جس قوم میں رشوت کا لین دین عام ہوجاتا ہے اُس قوم پر دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لَعَنَ اللّٰہُ الرَّاشِیَ ، وَالْمُرْتَشِیَ فِی الْحُکْمِ (67) یعنی فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِی وَالْمُرْتَشِی (68) کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس شخص پر جو رشوت لے یا جو رشوت دے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی روایت میں ہے کہ: رسول اللہ اکرم ﷺ نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے(69)۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ وَالرَّائِشَ ، یَعْنِی الَّذِی یَمْشِی بَیْنَھُمَا (70)۔رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے پر، رشوت دینے والے پر اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔(71)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اس تھیلے میں ایک ایسی روایت ہے، اگر میں تم لوگوں کو سناؤں تو تم مجھے پتھر مارو گے، اس کے بعد فرمانے لگے اے اللہ! مجھے ساٹھ سال تک میں نہ پہنچانا۔کسی نے پوچھا کہ ساٹھ سال کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ جب چھوٹے بچوں کی امارت قائم ہوگی، فیصلے بیچ دیئے جائیں گے شرطیں کثرت سے لگائی جائیں گی ، امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے گا۔صدقہ اور خیرات کو تاوان سمجھا جائے گا اور ایسا گروہ پیدا ہوگا جو قرآن کو بانسری بنالے گا۔پوچھا گیا کہ فیصلے بیچے جائیں گے کا کیا مطب ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ رشوت کی بنیاد پر فیصلے کئے جائیں اور انصاف کو پامال کیا جائے گا اور اگر کسی منصب پر تقرری ہوگی تو وہ بھی رشوت کی بنا پر ہوگی۔(72)

حدیث:کُلُّ لَحْمٍ أنبَته السُّحت فالنار أولی به .قیل :یا رسول اللّٰہ، وما السحت؟ قال: الرشوة فی الحکم (73)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جو گوشت حرام سے پیدا ہوگا وہ دوزخ کی آگ کا زیادہ مستحق ہے۔کسی نے خدمت اقدس میں عرض کیا،سحت سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا فیصلہ کرنے میں رشوت لینا اور دینا۔حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔لَعَنَ اللّٰہُ الآکلَ و المُطعِمَ یَعْنِی الرِّشْوَةَ(74)۔اللہ تعالیٰ رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:(مَا مِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیهِمُ الرِّبَا ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیهِمُ الرُّشَا ، إِلَّا أُخِذُوا بِالرُّعْب. (75) جس کسی قوم میں سود زیادہ ہوتا ہے وہ لوگ قحط سالی میں گرفتار کئے جاتے ہیں اور جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے

انہیں مرعوبیت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے (یعنی اُن پر دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے)۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **لَعَنَ آخذ رشوة فی الحکم کانت سترا بینه و بین الجنة** (76)۔جس نے کوئی فیصلہ دینے کے لئے رشوت لی، وہ رشوت اس کے اور جنت کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ یہ وہ وعیدیں ہیں، جن کا مشاہدہ ہم آئے روز کرتے ہیں اور پھر بھی یہ دونوں قسم کی بیماریاں ہمارے معاشرہ میں ناسور کی طرح پھیل رہی ہیں۔

رشوت کی مختلف قسمیں:

شخصی وسرکاری اداروں میں رشوت کے مختلف طریقے رائج ہیں:

1-کبھی کوئی شخص اپنے ذاتی مفادات کوتحفظ دینے کے لیے رشوت کا سہارا لیتا ہے۔

2-مختلف ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں اور اداروں کی جانب سے ناجائز فوائد حاصل کرنے کی غرض سے حکام اور مختلف ریاستی اداروں کے سربراہوں اور ملازمین کوتحائف وغیرہ اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ اُس میں بظاہر رشوت کا شائبہ نہ ہو جب کہ وہ بھی رشوت کی ایک جدید شکل ہے۔

3- مختلف افراد اور سیاسی جماعتیں اقتدار واختیارات اور ملازمت کے حصول کے لیے تحائف وہدایا کے نام سے رشوت کے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں

4- بعض اوقات حکومتی اور ریاستی اداروں کی جانب سے رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے مختلف افراد اور تنظیموں کو خفیہ ادائیگی کی جاتی ہے وہ رشوت ہی کی ایک صورت ہے۔

5- سفارش کو مؤثر بنانے کے لیے عدالتی وسرکاری عملہ کو ہدایا وتحائف پیش کرنا بھی رشوت میں داخل ہے۔

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ شَفَعَ لأَخِیهِ بِشَفَاعَةٍ فَأَهْدَى لَهُ هَدِیَّةً عَلَیْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِیمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا (77)۔حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی شخص کے لیے کسی معاملہ میں سفارش کی تو اگر اُس شخص نے سفارش کرنے والے کو اُس نے کوئی ہدیہ دیا اور اُس نے وہ ہدیہ قبول کر لیا تو وہ شخص سود کی ایک بڑی خراب قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا۔

رشوت ایک ایسا معاوضہ ہے جو حق وانصاف کا خون کرنے کے لیے دیا جاتا ہے یہ ایک ایسا شجرہ خبیثہ ہے جو جتنا بوڑھا ہو رہا ہے اتنی ہی توانائی پکڑ رہا ہے۔رشوت کا لین دین عام طور پر نقدی کی صورت میں ہوتا ہے، بعض لوگ کھانے پینے اور دیگر استعمال کی اشیاء پیش کرتے ہیں یہ سب لعنت کے زمرے میں داخل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعنَ اللّٰہُ الآکلَ المُطعم الرِّشوۃ (78)۔ اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

رشوت اور عمال حکومت:

سربراہ مملکت، حاکم وفرمانروا وغیرہ کے ساتھ تحائف وہدایا کا تبادلہ کرنا "غلول" یعنی ایک طرح کی خیانت ورشوت اور ناجائز وحرام ہے۔ حکومتی عمال کو تحائف دینا رشوت ہے۔ اور اس کا حکم دوسرے مباح تحائف سے اس لیے مختلف ہے کہ یہاں ہمدردی کا حصول اور تحفہ دینے والے پر جو حق ہے اس میں تخفیف کروانے کے مقاصد کارفرما ہوتے ہیں لہٰذا یہ خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ اور حقدار تک اس کے حق پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: ایک زمانہ آئے گا جب لوگ سحت کو ہدیہ کہہ کر اپنے لئے حلال کریں گے۔

عَنْ جابر قالَ قالَ رسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہ عَلیہ وسلم: ھَدایَا الامِامِ غُلُوْلٌ (79) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام وقت یعنی حاکم وفرمانروا کے تحائف وہدایا "غلول" یعنی ایک طرح کی خیانت ورشوت اور ناجائز استحصال کے قبیل سے ہیں۔ عَنْ أَبِی أُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ - صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ شَفَعَ لأَخِیہِ بِشَفَاعَۃٍ فَأَھْدَی لَہُ ھَدِیَّۃً عَلَیْھَا فَقَبِلَھَا فَقَدْ أَتَی بَابًا عَظِیمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا (80)۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی شخص کے لیے کسی معاملہ میں سفارش کی تو اگر اُس شخص نے سفارش کرنے والے کو اُس نے کوئی ہدیہ دیا اور اُس نے وہ ہدیہ قبول کرلیا تو وہ شخص سود کی ایک بڑی خراب قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا۔

ان دونوں احادیث سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ وہی ہدیہ وتحفہ قابل قبول ہے جو اخلاص کے ساتھ ہو اور غلط قسم کے اغراض ومقاصد کا شبہ وشائبہ بھی نہ ہو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاہُ عَلَی عَمَلٍ فَرَزَقْنَاہُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِکَ فَھُوَ غُلُولٌ (81)۔ ہم نے جس شخص کو عامل بنایا ہو اور اس کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کیا ہو، اس کے علاوہ جو کچھ بھی لے گا وہ خیانت ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَخذُ الأَمِیرِ الھَدِیَّۃَ سُحتٌ وَقَبُولُ القَاضِی الرِّشوَۃَ کُفرٌ (82)۔ حاکم وامیر کے لیے ہدیہ لینا حرام ہے اور قاضی کا رشوت لینا کفر ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بَعَثَنی رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ علیہ وسلم إِلی الیمن ، فَلَمَّا سِرْتُ أرسَلَ فی أَثری ، فَرُدِدتُ ، فقال :أتدری لِمَ بَعَثْتُ إلیک ؟ لا تُصِیبَنَّ شیئاً بغیر إذنی ، فإنہ غُلولٌ (ومن یَغْلُلْ یَأْتِ بِمَا غَلَّ یومَ القیامة) (83) لهذا دَعَوتُکَ ، فامْضِ لِعَمَلِکَ (84)۔ایک دفعہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کا عامل بنا کر بھیجا جب میں چلا گیا۔تو رسول اللہ ﷺ مجھے واپس بلوایا جب میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں واپس بلوایا؟ پھر آپ نے فرمایا:تم اپنے پاس کوئی بھی چیز میری اجازت کے بغیر نہ رکھنا کیونکہ یہ خیانت ہے اور جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اپنے خیانت کے ساتھ آئے گا۔پھر فرمایا اب تم اپنے کام پر جاؤ۔

رسول اللہ اکرم ﷺ نے فرمایا:خُذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً فَإِذَا تَجَاحَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِينِ أَحَدِكُمْ فَدَعُوه (85)۔تم عطیہ اس وقت تک قبول کرو جب تک کہ عطیہ ہو۔اور جب قریشی بادشاہت کے معاملے میں باہم لڑنے لگیں گے اور عطیہ تمھارے دین کے لحاظ سے رشوت بن جائے ،تو اس کو چھوڑ دو۔

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو زکوۃ وصدقات کی وصولی کے لئے عامل بنایا۔(جس کو ابنُ اللُّتبِيَّةِ کہا جاتا تھا)۔جب وہ شخص اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آیا اس نے واپس آ کر کہا یا رسول اللہ یہ اموال آپ کے لئے ہیں اور یہ مال مجھے تحفے میں دیا گیا ہے،رسول اللہ ﷺ نے اُس کی بات سن کر فرمایا:فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرَ يُهْدَى لَهُ أَمْ لَا ،ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اپنے والد یا ماں کے گھر میں بیٹھا رہے، پھر دیکھتے ہیں کہ اس کو تحائف دیئے جاتے ہیں یا نہیں؟ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی شخص اگر اس میں سے کچھ لے گا ،تو قیامت کے دن اپنے گردن پر اسی چیز کو اٹھائے ہوئے لائے گا۔چاہے وہ آواز کرتا ہوا اونٹ کا بچہ ہو یا گائے کا بچھڑا ہو، یا بکری کا بچہ ہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا:اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچایا، یہ جملہ آپ نے تین بار فرمایا:(86)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں:

حکومتی عمال کو تحائف دینا رشوت ہے۔اور اس کا حکم دوسرے مباح تحائف سے اس لیے مختلف ہے کہ یہاں ہمدردی کا حصول اور تحفہ دینے والے پر جو حق ہے اس میں تخفیف کروانے کے مقاصد کار فرما ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔اور حقدار تک اس کے حق پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے(87)۔رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: كل لحم أنبته السحت فالنار أولى به قيل :وما السحت؟ قال :الرشوة فی الحکم (88)۔ جو گوشت سحت سے پروان چڑھے، دوزخ کی آگ اس کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ سحت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ فیصلہ دینے میں رشوت لینا۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ رشوت ایک اجتماعی گناہ ہے اور اس میں پورے معاشرے کی حق تلفی کا ارتکاب ہوتا ہے کیونکہ نا اہل لوگوں کو سامنے لانا صرف دولت کے بل بوتے پر، یا کسی حقدار کو حق نہ دینا اس لئے کہ وہ رشوت نہیں دے سکتا۔ یقیناً یہ ناانصافی، سراسر ظلم اور استحصال ہے۔ اس لئے اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کہا گیا ہے اللہ کا ارشاد ہے۔ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (89) اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اور تم (خیانت کے وبال سے) واقف ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے :بَابَانِ مِنَ السُّحتِ يَأْكُلُهُمَا النَّاسُ :الرِّشَاءُ، وَمَهْرُ الزَّانِيَةِ. (90) وَلَاتَقْبَلُوا الهدى فانها رِشوةٌ (91)۔ دو چیزیں سحت کے زمرے میں آتیں ہیں جسے لوگ کھاتے ہیں، ایک رشوت اور دوسرا زانیہ عورت کی کمائی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے تمام عمال کو حکم دیا تھا کہ تم تحائف قبول نہ کیا کرو کیونکہ یہ بھی رشوت ہی ہے۔ حضرت مسروق فرماتے تھے: اذا اخذ القاضي هدية فقه اكل السُّحتِ و اذا اخذ الرشوة بلغت به الكفر (92)۔ کہ قاضی جب تحفہ لیتا ہے تو وہ سحت کھاتا ہے، اور جب رشوت لیتا ہے تو وہ کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سحت کے بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ یہ رشوت ہے تو اس شخص نے پوچھا۔ فیصلے میں ظلم کرنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں ہے؟ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے میں فرمایا، کہ یہ تو کفر ہے۔ (93)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رشوۃُ الحاكم من السُّحتِ، اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے: يأتى عَلى الناس زَمانٌ يستحل فيه السحت بالهدية (94) ایک زمانہ آئے گا جب لوگ سحت کو ہدیہ کہہ کر اپنے لئے حلال کریں گے۔ (95) اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: السحت الرشوة یعنی سحت سے مراد رشوت ہے (96)۔ حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہؓ بن رواحہ کو اہل خیبر کی طرف عامل بنا کر بھیجا، تو اہل خیبر نے آپ کو تحائف دیئے۔ تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تحائف واپس لوٹا دیئے، اور فرمایا کہ یہ تو سحت یعنی رشوت ہے (97)۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے: كَانَتْ

الْهَـدِيَّةُ فِـي زَمَـنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رِشْوَةً(98)۔کہ ہدیہ رسول اللہ اکرم ﷺ کے زمانے میں تحفہ ہوا کرتا تھا اور آج ہمارے لئے رشوت ہے۔

رسول اللہ اکرم ﷺ کو جو تحائف دیئے جاتے تھے وہ عقیدت اور محبت کی بناء پر دیے جاتے تھے کیونکہ آپ کی شخصیت کا اس میں بڑا عمل دخل تھا۔اور رسول اللہ ﷺ معصوم عن الخطاء ہونے کی وجہ سے آپ کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت نہیں ہوسکتی جس کا اندیشہ دوسرے عمال اور حکام کے حوالے سے ہوتا ہے۔

رشوت کے اموال کا مصرف:

فقہائے کرام کے ہاں یہ مسئلہ بھی زیر بحث رہا کہ جب کوئی شخص رشوت کے دینے اور دوسرا اس کے قبول کرنے کا ارتکاب کرلے تو اس مال کا مصرف کیا ہوگا؟ آیا اسے بیت المال میں جمع کیا جائے گا یا رشوت دینے والے کو واپس لوٹایا جائے گا؟ یا اسے کسی اور مصرف میں خرچ کیا جائے؟ ان سوالات کے حوالے سے فقہاء کرام نے مختلف آراء دی ہے۔اور ان کا تعلق چونکہ دو مختلف اشخاص کیساتھ ہیں اس لئے دونوں کا ذکر الگ الگ ہوگا۔

(الف) رشوت دینے والے کے پاس سے مال کے نکل جانے کے بعد اس مال کی حیثیت کیا ہوگی؟

(ب) رشوت لینے والے کے پاس مال آجانے کے بعد اس مال کی حیثیت کیا ہوگی؟

الف: جب رشوت دینے والا رشوت دیدے اور رشوت لینے والے کے قبضہ میں آجائے تو کیا اس ناجائز وحرام عمل کے باعث اُس مال کی ملکیت رشوت لینے والے کی طرف منتقل ہوجائے گی یا نہیں۔کیونکہ رشوت اسبابِ تملیک میں نہیں ہے اور یہ ایک غیر شرعی طور پر تملیک ہے، جو کہ ناجائز ہے۔اس حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہے:

فقہائے احناف کی رائے:

فقہائے احناف کی رائے یہ کہ اگر متاثرہ فریق تک رسائی ممکن ہو تو پھر رشوت میں دیئے گئے مال کو واپس کرنا ضروری ہوگا اور اگر متاثرہ فریق تک بعد مسافت وغیرہ کی وجہ رسائی ممکن نہ ہو تو پھر اس کا حکم (گری پڑی چیز) کا ہوگا۔(99)

فقہائے مالکیہ کی رائے:

فقہائے مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ رشوت کا مال رشوت دینے والے کی ملکیت سے نکل جائے گا اور حاکم وقت اسے بیت المال میں جمع کرائے گا۔یعنی رشوت کے مال کا مالک بیت المال ہوگا،اور ایک قول کے مطابق

فقہائے احناف اور حنابلہ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔(100)

ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن للتیبہ کو عامل مقرر کیا اور وہ صدقات کے اموال لیکر آیا تو اس نے کہا، کہ یہ چیزیں مجھے تحفے میں دی گئی ہیں اور یہ صدقات کے اموال ہیں، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور وہ مال بیت المال میں جمع کرادیا(101)۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ایک اثر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ جب آپ کی اہلیہ سیدہ کلثومؓ کو کوئی چیز تحفہ میں دی گئی تو آپ نے اسے بھی بیت المال میں جمع کرادیا۔(102)اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو بطور عامل جو تحائف وغیرہ ملے تھے وہ بھی حضرت عمرؓ نے بیت المال میں جمع کرادیے تھے(103)۔انہی مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں مالکیہ اور ایک قول کے مطابق احناف اور حنابلہ اسے ملکیت بیت المال قرار دیتے ہیں۔

فقہائے حنابلہ کی رائے:

فقہائے حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ رشوت دینے والے کی ملکیت ختم نہیں ہوگی، وہ مال اسی کی ملکیت میں رہے گا۔اور رشوت لینے والا اس مال کا مالک شرعی طور پر نہیں بن سکتا لہٰذا مال رشوت دینے والے کو واپس لوٹا دینا ضروری ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ رشوت کے نام پر یہ مال ناحق لیا گیا ہے لہٰذا یہ عقد فاسد کی طرح ہوگا۔اور عقد فاسد ملکیت کے انتقال کا سبب نہیں بنتا۔اسی طرح رشوت بھی انتقال ملکیت کا سبب نہیں بن سکتی۔اور پہلے مالک کی ملکیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔(104)فقہائے حنابلہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ رشوت کے مال کی حیثیت سودی مال کی طرح ہے۔چونکہ ملکیت کا سبب غیر شرعی ہے اور رشوت کا مال لوٹانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ مالک کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہواُس کا تدارک ہو سکے گا جو کہ عین انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے لہٰذا اس کا واپس لوٹانا بہتر ہے(105)۔

(ب) رشوت لینے والے کے پاس مال آجانے کے بعد اس مال کی حیثیت کیا ہوگی؟ اس بارے میں تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ رشوت لینے والے کیلئے رشوت میں دی گئی کسی بھی چیز کو لینا مطلقاً حرام ہے اور اگر وہ رشوت میں دیئے گئے مال وغیرہ پر قبضہ کر لیتا ہے تو کسی بھی صورت میں رشوت میں وصول کی گئی اشیاء پر اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوگی۔اور اس میں اس کا تصرف غیر کی ملکیت میں تصرف کرنے کی طرح ہوگا جو کہ باطل ہے کیونکہ اس کو شرعی ملکیت حاصل نہیں۔(106)

رشوت کے احکام:

حاکمان عدالت کو حق وانصاف کے خلاف فیصلہ پر آمادہ کرنے والے اسباب میں ایک بڑا سبب رشوت کی طمع ہوتی ہے چنانچہ اگر کوئی حاکم وقت، عمال حکومت، کوئی جج یا عدلیہ، انتظامیہ یا حکومتی یا پرائیویٹ اداروں سے متعلق کوئی بھی شخص اگر رشوت لیتا ہے تو اُن کے لیے رشوت لینا حرام قطعی ہوگا۔ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ: **و الرشوةُ الی القاضی حرامٌ بالاجماع** (107) یعنی قاضی کا رشوت لینا بالاجماع حرام ہے۔

جہاں تک قاضی کے لئے تحفے کا تعلق ہے تو فقہاء نے صراحت کی ہے قاضی صرف اس شخص کا تحفہ قبول کر سکتا ہے جس کا کوئی مقدمہ قاضی کے ہاں زیرِ سماعت نہ ہو اور منصبِ قضاء پر فائز ہونے سے پہلے بھی قرابت داری کی وجہ سے تحائف کا لین دین اس کے ساتھ چلا آ رہا ہو، یا تحفہ دینے والا ذی رحم محرم ہو، جس کے ساتھ قربت داری کی وجہ سے قاضی اس کے مقدمہ کی سماعت کا مجاز نہیں اس لئے اس سے تحفہ لینا درست ہے۔ اگر دوستانہ تعلق کی بنیاد پر تحفہ دیا جائے تو ایسی صورت میں اُسی قسم کا تحفہ لینا درست ہوگا، جو وہ پہلے دیتا تھا، اور اگر اُس سے زائد کوئی چیز تحفہ میں دی جائے تو اشتباہ کی وجہ اُس چیز کا لینا جائز نہیں ہوگا۔ (108)

امام ابو بکر الجصاص ؒ لکھتے ہیں: فقہائے کرام کے ہاں رشوت کے حرام ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ وہ سحت ہے جیسے اللہ جل شانہ اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ رشوت لینا اور دینا دونوں کے لیے حرام ہے۔ اور اگر قاضی کو ایسے سربراہ مملکت کی طرف سے ہدیہ وتحفہ دیا جائے جس کا کوئی مقدمہ اُس قاضی کی عدالت میں زیرِ بحث نہ ہو تو قاضی ایسا ہدیہ وتحفہ لے سکتا ہے۔ (109)

قاضی کے لئے حکام، ذی رحم محرم، یا ایسے شخص سے جس کے ساتھ منصب قضاء پر فائض ہونے سے پہلے ہی سے تحائف کا تبادلہ ہوتا رہا ہو، تحائف قبول کرنے کی فقہاء نے یہ توجیہہ بیان کی ہے کہ ان صورتوں میں چونکہ تہمت کا بظاہر کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر ہونے کی صورت میں اس بات کا خطرہ موجود ہوتا ہے کہ قاضی کا طبعی میلان فیصلہ پر اثر انداز ہو۔ اور ان مذکورہ بالا صورتوں میں چونکہ یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں اور پھر پہلے سے بھی تبادلہ تحائف کا سلسلہ جاری تھا اس لئے یہ جائز ہیں۔ (110)

بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ جج کے لئے کسی بھی صورت میں کوئی تحفہ قبول کرنا حرام قطعی ہوگا کیونکہ اس سے فتنہ وفساد کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ اور فقہاء نے صراحت کی ہے: قاضی کے لئے تحفہ لینا حرام ہے، یہ تحفہ کسی بھی نام سے پیش کیا جائے، مثلاً اگر قاضی اپنے بچے کا ختنہ کرے یا اس طرح کی کسی بھی تقریب کا اہتمام کرے اور لوگ

اس کو تحائف دیں اگر چہ ہم یہ کہیں کہ یہ تو بچے کیلئے ہیں لیکن یہ بھی رشوہ کا ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے۔(111)

بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ قاضی وغیرہ کو کسی بھی صورت میں تحائف قبول نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ تحائف قبول کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تحفہ دینے والے شخص کے لئے دل میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتائج خطرناک ہوتے ہیں اور ایسا فساد و بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے جس سے بچنا مشکل ہوتا ہے(112)۔علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے بارے میں استثناء ہے کہ قاضی ان سے ہدیہ وتحفہ وغیرہ قبول کر سکتا ہے ان کے علاوہ دیگر افراد سے تحفہ قبول کرنا بالکل جائز نہیں۔اس لئے کہ وہاں تہمت کا اندیشہ ہے اور جب تحائف دروازے سے آتے ہیں تو امانت روشن دان سے نکل کر اڑ جاتی ہے(113)۔فقہائے مالکیہ کے ہاں قاضی کے لئے ہر قسم تحائف لینا حرام و ناجائز ہے کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں حلال وحرام جمع ہو جاتے ہیں۔(114)

اگر کوئی شخص منصب قضاء سے پہلے قاضی کے ساتھ تحائف کا تبادلہ کرتا تھا لیکن منصب قضاء کے بعد اب اس نے تحائف میں اضافہ کر دیا اس بارے میں فقہاء کی آراء کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- تحائف میں جو اضافہ کیا گیا اس اضافہ کو قبول کرنا ناجائز و حرام ہوگا۔

2- اگر وہ شخص اپنی مالی حیثیت کی بڑھ جانے کی وجہ سے زائد دے رہا ہے تو پھر درست ہوگا۔

3- اگر اپنی مالی حیثیت سے بڑھ کر دے رہا ہے تو ناجائز ہوگا(115)۔

4- اگر مقدار معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کتنی مقدار میں تحائف دیتا تھا اب کتنے قیمتی تحائف دے رہا ہے تو ایسی صورت میں ہر قسم کے تحائف قبول کرنا حرام و ناجائز ہوگا۔(116)

فقہاء کی ان آراء سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ان چند استثنائی صورتوں کے علاوہ قضاۃ کے لئے کسی بھی صورت میں تحائف وہدایا لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ رشوت کی پہلی سیڑھی ہے اور لاشعوری طور پر انسان فطری تقاضوں کی وجہ سے ظلم ناانصافی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

قاضی کے فیصلے پر رشوت کے اثرات:

قاضی اگر کسی مقدمہ میں رشوت لے کر فیصلہ کرے تو اس فیصلے کی حیثیت کیا ہوگی آیا وہ قابل نفاذ ہوگا یا نہیں فقہاء کے تین آراء ہیں:

1- امام بزدویؒ کا قول یہ ہے قاضی کا فیصلہ قابل نفاذ ہوگا بشرطیکہ وہ فیصلہ اسلامی قانون شہادت کے شرائط کے مطابق ہو(117)۔اس کی توجیہہ یہ بیان کی گئی ہے کہ موجودہ زمانے میں مجبوری ہے ورنہ اکثر

مقدمات کا فیصلہ نہیں ہوسکے گا، کیونکہ آج کل یہ عموم البلوی ہے کہ عموماً قضاۃ رشوت لیتے ہیں اگر چہ وہ رشوت کے نام سے نہیں لیتے اور اگر اس طرح کے تمام فیصلوں کے نافذ العمل تسلیم نہ کیا جائے پھر فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔(118)

2- فقہاء کی دوسری رائے یہ ہے کہ قاضی نے جس مقدمہ میں رشوت لی ہو اُس مقدمہ کے بارے میں اُس کا فیصلہ نافذ العمل نہیں ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی مقدمہ میں جب قاضی رشوت کی بنیاد پر فیصلہ دے چاہے وہ فیصلہ حق کے مطابق ہی کیوں نہ ہو پھر بھی نافذ نہیں ہوگا۔ اور اگر قاضی کو علم ہو کہ اس کے بیٹے یا معاون نے رشوت لی ہے یا اگر وہ حیلہ کے طور پر کسی اور ایسی عدالت میں جہاں اس کے مسلک کے مطابق فیصلہ ہو جائے مقدمہ بھیجے تو پھر بھی اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا(119)۔ اس بات پر فقہاء کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جب کوئی قاضی رشوت لے کر فیصلہ کرتا ہے تو اس کا فیصلہ نافذ العمل نہیں ہوگا(120)۔ چونکہ رشوت کی بنیاد پر فیصلہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ایسے قاضی کا فیصلہ نا قابل تسلیم اور نا قابل عمل ہوگا۔(121)

3- فقہاء کی تیسری رائے یہ ہے کہ ایک رشوت خور قاضی کا فیصلہ چاہے وہ اس مقدمہ میں رشوت لینے کا ارتکاب کرے یا نہ کرے نافذ نہیں ہوگا یہ رائے اکثر فقہاء مالکیہ، حنابلہ اور احناف وغیرھم کی ہے(122)۔ کیونکہ قاضی کے لیے عدالت شرط ہے اور رشوت لینے کے بعد یہ شرط ختم ہوگئی جس وجہ سے اُس کا کیا ہوا فیصلہ بھی کالعدم شمار ہوگا، چاہے وہ حق پر مبنی ہو یا نہ ہو۔(123)

رشوت کی بنا پر قاضی کی معزولی:

اگر کوئی شخص منصب قضاء پر فائز ہو کر رشوت جیسے گھناونے جرم کا ارتکاب کرتا ہے حالانکہ وہ قاضی بنتے وقت عادل تھا تو اس کا منصب قضاء پر مزید رہنے یا معزول ہونے کے بارے میں فقہاء کرام کی درج ذیل دو آراء ہیں:

1- فقہائے احناف اور مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ محض رشوت لینے کی وجہ سے قاضی معزول نہیں ہوگا بلکہ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ اس کو معزول کردے کیونکہ اب عدالت کے ختم ہونے اور فسق وفجور کی وجہ سے وہ اس منصب کا اہل نہیں رہا۔(124)

2- فقہائے حنابلہ اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر قضاء کے منصب پر فائز ہونے کے وقت عادل تھا، لیکن بعد میں فسق میں مبتلا ہو گیا۔ تو خود بخود معزولی عمل میں آئے گی اور حاکم کی جانب سے معزولی کی ضرورت نہیں(125)۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ: إِذَا ارْتَشَى الْحَاكِمُ انْعَزَلَ فِي الْوَقْتِ وَإِنْ لَمْ يُعْزَلْ ، وَبَطَلَ كُل

حُکْمٍ حَکَمَ بِہِ بَعْدَ ذَلِکَ (126)۔جب قاضی رشوت لیتا ہے تو وہ اسی وقت معزول ہو جاتا ہے اگر چہ اس کو معزول نہ کیا جائے اور اس کے بعد اس کے تمام کئے ہوئے فیصلے باطل ہو جائیں گے۔

سربراہِ مملکت یا والی ریاست کا رشوت لینا:

والی ریاست یا سربراہِ مملکت کو اگر تحائف دیے جایئے تو اس کے بارے علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: فقہائے اسلام کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ کہ والی ریاست یا سربراہِ مملکت، قضاۃ، عمال حکومت اور مالی اُمور کے نگرانوں کے لیے تحائف لینا حرام ہے(127)۔ جہاں تک رسول اللہ اکرم ﷺ کا تحائف قبول کرنے کا تعلق ہے تو آپ صرف وہ تحائف قبول فرماتے تھے جو آپ خوشنودی حاصل کرنے اور بغیر کسی دنیاوی غرض کے آپ کو پیش کئے جاتے تھے اور آپ اُن تحائف کے بدلے کئی گنا اضافی تحائف دیا کرتے تھے(128)۔ جب کہ سلطان/حکام کا تحفہ لینا مال غنیمت میں سے کچھ چھپا کر لینے کی طرح ہے جو کہ باتفاق علماء حرام ہے لھذا تحائف لینا بھی حرام ہوں گے۔(129)

حضرت عمر عبد العزیزؒ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا تحفہ لینا تحفہ ہی ہوتا تھا جبکہ ہمارے لیے یہ رشوت ہے کیونکہ آپ ﷺ کو بحیثیت نبی اور رسول کے تحفہ ملتا تھا اور ہمیں محض ریاست کا حاکم ہونے کے ناطے ملتا ہے(130)۔ ان عبارات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اصل مسئلہ ولایت اور امامت ہے اگر صرف اس وجہ سے کوئی تحفہ دے کہ وہ سربراہ مملکت ہے یا اس کا تعلق حکام سے ہو تو ناجائز ہوگا اور اگر اس وجہ سے نہ ہو تو پھر کوئی قباحت نظر نہیں آرہی۔

مفتی کے لیے تحفہ/رشوت:

ایک شخص اگر افتاء کے منصب پر فائز ہے اسکو کوئی تحفہ دے دیں تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں کشاف القناع میں ہے **یحرم علی المفتی قبول رشوۃ من احد لیفتیه بما یرید و له قبول ھدیۃٌ**(131) مفتی کے لیے سائل سے رشوت لینا حرام ہے کہ وہ سائل کو اُس کی مرضی کے مطابق فتوی دے۔ البتہ اس کے لیے تحفہ قبول کرنا جائز ہے۔ چونکہ افتاء کا منصب بھی قضاء کی طرح ایک حساس منصب ہے یہاں بھی عوام و خواص کے ساتھ براہ راست واسطہ پڑتا ہے اس لیے احتیاط لازمی ہے۔ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں: کسی مقدمہ میں قاضی کو کسی اگر مفتی کی مدد درکار ہو اور مقدمہ کا کوئی فریق مفتی کو تحائف وغیرہ پیش کرے تو مفتی کے لیے یہ تحائف لینا بالکل حرام و ناجائز ہوگا۔(132)

جان ومال اور عزت نفس کا تحفظ:

قرآن وسنت کی نصوص اور فقہائے کرام کے اقوال اور اجماع امت سے یہی ثابت ہے کہ رشوت کا لین دین حرام وناجائز ہے اور کسی کا بھی اس کی حرمت میں اختلاف نہیں۔البتہ بعض خاص حالات اور خاص مواقع میں رشوت دینے والا گنہگار نہیں ہوگا وہ مجبور معذور سمجھا جائے گا البتہ رشوت وصول کرنے والے کے لیے یہ عمل حرام وناجائز ہوگا۔کشاف القناع میں ہے:غَیْرَ اَنَّہٗ یَجُوزُ لِلِانْسَانِ عِندَ الْجمْھُوْرِ أن یَّدْفَعَ رِشْوَۃ لِلْحُصُولِ عَلی حقٍ وَ لِدَفْعِ ظُلْمٍ وَ ضَرَرٍ وَیکونُ الاثْمُ علی الْمُرْتَشِیْ دُون الراشِی (133)۔جمہور فقہاء کے نزدیک کسی شخص نے اپنے جائز حق کو وصول کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لیا یا اپنے آپ کو ظلم وزیادتی سے بچانے کی نیت سے رشوت دی تو وہ گنہگار نہ ہوالبتہ رشوت لینے والا گنہگار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،حبشہ میں قیام کے دوران اُن کو ایک دفعہ ظلم وزیادتی کا نشانہ بنانے کی نیت سے گرفتار کیا گیا،تو انہوں نے دو دینار دے کر اپنی جان کی خلاصی کرائی،اور فرمایا تھا۔اِنَّ الْاثْمَ عَلَی الْقَابِضِ دُوْنَ الدافِعِ (134) لینے والا گنہگار ہے دینے والا نہیں۔علامہ مبارک پوری لکھتے ہیں :وروی عن جماعة من أئمة التابعين قالوا لا بأس أن يصانع الرجل عن نفسه وماله إذا خاف الظلم (135)۔أئمہ تابعین فرماتے ہیں کہ اگر انسان اپنی جان یا مال کی حفاظت کے لئے پیسے کا استعمال کرے جب اسے ظلم وناانصافی کا اندیشہ ہوتو پھر کوئی حرج نہیں۔

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں: قيل الرشوة ما يعطى لإبطال حق أو لإحقاق باطل أما إذا أعطى ليتوصل به إلى حق أو ليدفع به عن نفسه ظلما فلا بأس به (136)۔رشوت اُس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی حاکم یا جج وغیرہ کو اس مقصد کے لئے دیا جائے کہ وہ باطل کو حق ثابت کردے یا کسی کے حق کو باطل قرار دیدے،ہاں اگر اپنا حق ثابت کرنے یا اپنے اوپر ہونے والے ممکنہ ظلم وزیادتی سے بچنے کی نیت سے اگر کچھ دیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حسن کا قول نقل کیا کہ:أَنَّـہٗ کَانَ لاَ یَرَی بَأسًا أَنْ یُعْطِیَ الرَّجُلُ مِنْ مَالِہِ مَا یَصُونَ بِہِ عِرْضَہٗ (137)۔اگر کوئی شخص اپنی عزت بچانے کیلئے کسی کو اپنے مال و دولت میں سے کچھ دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

یہ وہ آثار اور روایات ہیں جن سے رشوت کے اس پہلو پر روشنی پڑتی ہے کہ اگر ایک انسان کے جان ومال یا اس کی عزت وآبرو کو خطرہ ہو اور وہ اس خطرے سے مال ودولت کے ذریعے اگر بچ سکتا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ

نہیں۔کیونکہ ظلم سے بچنا اور خود کو بچانا تو زیادہ اہم ہے۔اس حوالے سے وہب ابن منبہ رحمہ اللہ کا اثر اس کی مزید وضاحت کرتا ہے۔عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ :لَيْسَتِ الرِّشْوَةُ الَّتِي يَأْثَمُ فِيهَا صَاحِبُهَا بِأَنْ يَرْشُوَ فَيَدْفَعَ عَنْ مَالِهِ وَدَمِهِ إِنَّمَا الرِّشْوَةُ الَّتِي تَأْثَمُ فِيهَا أَنْ تَرْشُوَ لِتُعْطَى مَا لَيْسَ لَكَ ۔(138)رشوت یہ نہیں کہ ایک شخص روپیہ دے دے تاکہ اپنی جان و مال کی حفاظت کرے۔بلکہ رشوت یہ ہے کہ تم پیسہ دے دو تاکہ جو حق تمھارا نہیں وہ تمھارا ہو جائے یا جو حق تم پر لازم ہے اس سے پہلوتہی کر جاؤ۔

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میرے علاقہ کا ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے عبداللہ بن زیاد کے ظلم کے خلاف مدد و اعانت طلب کی،تو حضرت مسروق نے اُس شخص کی مدد کردی، بعد میں وہ شخص بطور تحفہ کے ایک کنیز لے کر حضرت مسروقؒ کے پاس آیا تو اُنہوں وہ کنیز واپس کردی اور فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا ہے کہ یہ سحت یعنی رشوت ہے۔(139)

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں: راشی اور مرتشی دونوں اس صورت میں گنہگار اور وعید کے مستحق ہوں گے جب دونوں کی ایک ہی نیت ہو یعنی رشوت دینے والا اس نیت و ارادہ سے دے تاکہ وہ کوئی غلط مقصد حاصل کرے اور اس کو ظلم کا ذریعہ بنائے۔البتہ اگر وہ اس نیت سے دے کہ وہ اپنا حق وصول کرے یا کوئی شخص اپنے آپ کو ظلم و زیادتی سے بچانے کی نیت سے رشوت دے،تو وہ شخص اس وعید میں داخل نہیں۔حضرت حسن بصریؒ،امام شعبیؒ، جابر بن زیدؒ اور عطاء رحمہم اللہ کا بھی یہ فتویٰ ہے، کہ اگر ایک شخص اپنی جان بچانے کے لئے یا اپنے مال بچانے کیلئے یا اپنے آپ کو ظلم سے محفوظ کرنے کے لئے کچھ دیدے،تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔اور رشوت لینے والا اس وعید کا تب مستحق ہوگا جب وہ ایسے کام کے لئے رشوت لے جس کو کرنا اُس کے فرائض منصبی میں داخل ہو۔اور رشوت کی وصولی کے بغیر وہ کام انجام نہ دے۔رشوت کی وجہ سے کوئی ایسا غلط کام کرے جس کو نہ کرنا اُس کے لئے لازمی تھا لیکن وہ رشوت لے کر غلط کام کرے(140)۔فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ:اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک شخص اپنی جان یا مال کے تحفظ کے لیے رشوت دے سکتا ہے(141)۔امام شعبیؒ، جابر بن زید اروامام عطاء سے بھی منقول ہے:لاَ بَأسَ أنْ يُصَانِعَ الرَّجُل عَنْ نَفْسِهِ وَمالِهِ اذا خافَ الظُّلْمَ۔(142)

فقہائے کرام اور ائمہ مجتہدین کی مذکورہ بالا آراء کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی جان و مال کے ضیاع یا عزت و آبرو کے پامال ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اُس کے لیے یہ اجازت ہے کہ وہ رشوت کا سہارا لے کر اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔البتہ اگر معمولی درجہ نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر اس عظیم جرم سے بچنا چاہیئے۔

خلاصہ البحث:

1- رشوت اور تحائف دو مختلف چیزیں ہیں رشوت شریعت اسلامیہ میں حرام، جبکہ ہدایا اور تحائف کا تبادلہ مسنون ومستحب عمل ہے۔

2- اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رشوت کو حرام اور ظلم قرار دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے اور ان کے درمیان رابطہ کا کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے اور رشوت کو سُحت اور دوزخ آگ قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس قوم میں رشوت کا لین دین عام ہو جاتا ہے اُس قوم پر دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔

3- رشوت ایک اجتماعی گناہ ہے اور اس میں پورے معاشرے کی حق تلفی کا ارتکاب ہوتا ہے کیونکہ نا اہل لوگوں کو سامنے لانا صرف دولت کے بل بوتے پر، یا کسی حقدار کو حق نہ دینا اس لئے کہ وہ رشوت نہیں دے سکتا۔ یقیناً یہ نا انصافی، سراسر ظلم اور استحصال ہے۔ اس لئے اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کہا گیا ہے اللہ کا ارشاد ہے۔ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اور تم (خیانت کے وبال سے) واقف ہو۔

4- رشوت ایک ایسا معاوضہ ہے جو حق وانصاف کا خون کرنے کے لیے دیا جاتا ہے یہ ایک ایسا شجرہ خبیثہ ہے جو جتنا بوڑھا ہو رہا ہے اتنی ہی توانائی پکڑ رہا ہے۔ رشوت کا لین دین عام طور پر نقدی کی صورت میں ہوتا ہے، بعض لوگ کھانے پینے اور دیگر استعمال کی اشیاء پیش کرتے ہیں یہ سب لعنت کے زمرے میں داخل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعنَ اللّٰهُ الآكلَ المُطْعِم الرِّشوة۔ اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

5- رشوت سے حاصل کردہ مال ودولت اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ دیگر ناجائز (سود، چوری و ڈکیتی، ذخیرہ اندوزی، قمار، فراڈ ودھوکہ دہی وغیرہ) ذرائع سے کمائی ہوئی مال ودولت حرام ہوتی ہے۔ رشوت سے حاصل کردہ مال ودولت پر رشوت خور کے قبضہ کا حکم غاصبانہ اور ظالمانہ ہوتا ہے۔

6- مختلف ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں اور اداروں کی جانب سے ناجائز فوائد حاصل کرنے کی غرض سے حکام اور مختلف ریاستی اداروں کے سربراہوں اور ملازمین کو تحائف وغیرہ اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ اُس میں بظاہر رشوت کا شائبہ نہ ہو جب کہ وہ بھی رشوت کی ایک جدید شکل ہے۔ اور بعض لوگ اپنے ذاتی مفادات کو تحفظ دینے کے

لیے رشوت کا سہارا لیتے ہیں۔

7- مختلف افراد اور سیاسی جماعتیں اقتدار و اختیارات اور ملازمت کے حصول کے لیے تحائف و ہدایا کے نام سے رشوت کے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

8- بعض اوقات حکومتی اور ریاستی اداروں کی جانب سے رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے مختلف افراد اور تنظیموں کو خفیہ ادائیگی کی جاتی ہے وہ رشوت ہی کی ایک صورت ہے۔

9- سفارش کو مؤثر بنانے کے لیے عدالتی و سرکاری عملہ کو ہدایا و تحائف پیش کرنا بھی رشوت میں داخل ہے۔

10- رشوت خور ملک و قوم، آئین اور متعلقہ ادارہ کے خلاف غداری کا مرتکب ہوتا ہے، راشی اپنے ذاتی مفادات کی خاطر حکومت کے نظم و نسق اور وقار، مفاد عامہ اور قومی خزانہ کو نقصان پہنچاتا ہے، وہ صنعتی و تجارتی، ملکی و غیر ملکی اداروں اور کمپنیوں سے کمیشن کے نام سے جو مقررہ مشاہرہ وصول کرتا ہے اُس کی یہ تمام آمدنی حرام و نجس ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لعنت کا مستحق ہوگا۔

11- بعض صورتوں میں رشوت اور تحائف کے درمیان فرق کرنا خاصا مشکل ہے۔ان میں تمیز کرنے کے لیے زمان و مکان، مناصب اور مختلف حیثیات کو مدنظر رکھنا لازمی ہے۔

12- رشوت کو تحائف سے موسوم کرنے سے اس کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ یہ حرام ہی رہے گا۔

13- کسی بھی شخص/ادارہ کو اپنے مفادات کے حصول کی نیت سے مال و دولت وغیرہ دینا جس سے دوسروں کو اُن کے حقوق سے محروم کرنا اور اُن پر ظلم و زیادتی مقصود ہو تو یہ بھی رشوت اور حرام ہے۔

کو کچھ مال دینا جس سے مقصود کسی کو اس کے حق جائز سے محروم کرنا ہو یا اس پر کوئی ظلم ڈھانا ہو حرام ہے۔

14- عمال حکومت، جن کا کسی نہ کسی طور پر عوامی امور سے تعلق ہو ان کو تحائف وصول کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور شرعی گنجائش کو بھی نظر انداز کرنا چاہیے کیونکہ گنجائشوں سے پھر فرمائشیں پھوٹنے لگتیں ہیں۔

15- اپنے جائز حق کے حصول یا اپنے آپ کو ظلم سے بچانے کے لیے رشوت کا سہارا لیا جا سکتا ہے جبکہ ظالم اس پر مکمل قادر ہو کہ ظلم کرے گا یا جائز حق کو چھین لے گا۔

16- جن حکام کے ساتھ تحائف کا سلسلہ منصب سنبھالنے سے پہلے سے جاری ہو ان کے ساتھ وہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں کمی بیشی نہ ہو البتہ کمی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

17- اگر کوئی سرکاری افسر اپنی حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی فرد، کمپنی یا ادراہ وغیرہ سے تحائف/ہدایا

وصول کرے، تو سربراہ مملکت اس کی سرزنش کے ساتھ ساتھ، اس کے تحفے کو بیت المال میں جمع کرانے کا بھی مجاز ہے۔

18- رشوت یا تحفہ کے نام سے رشوت کی صورت میں حاکم وقت کوئی تعزیری سزا تجویز کرنے کا بھی مجاز ہے جو کہ جرم کی نوعیت کے مطابق ہو۔

تجاویز:

1- رشوت اور تحائف چونکہ دو بہت قریب المعنی چیزیں ہیں اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ عام لوگوں میں اس کے متعلق شعوری بیداری کا مہم چلائی جائے اور ان دونوں کے درمیان فرق کو واضح کیا جائے۔

2- مجلس قانون ساز کو چاہیے کہ رشوت اور تحائف کے بارے میں کوئی مناسب قانون سازی کرے تا کہ سرکاری اداروں کے ملازمین اس کے مطابق اپنے فرائض منصبی انجام دیں اور رشوت سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔

3- اہم ریاستی مناصب فائز افسران کے لیے تمام اضلاع میں نظام حسبہ تشکیل دیا جائے تا کہ وہ عمال کو ان چیزوں سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی کڑی نگرانی بھی کرے۔

4- میڈیا کے ذریعے وقتاً فوقتاً عوامی سطح تک رشوت اور تحائف کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا جائے جس میں رشوت کے انجام بد سے آگاہی اور تحائف کے مستحسن ہونے کو اجاگر کیا جائے۔

5- عمال کے لیے ایسے تربیتی پروگراموں کا وقتاً فوقتاً اہتمام کیا جائے جس میں ان کو شرعی اور معاشرتی حوالے سے رشوت کے برائی سے آگاہ کیا جائے تا کہ ان پر اس کے اثرات بد واضح ہو جائے۔

6- عدلیہ چونکہ عدل وانصاف کا دروازہ ہے اس لیے ججوں/قضاۃ کے لیے سخت ترین ضابطے بنائے جائیں اور رشوت خور ججوں/قضاۃ کے لیے سخت ترین اور عبرت آموز سزائیں اور جرمانے مقرر کیے جائیں ان کے فیصلوں کو کالعدم اور ان کو معزول کیا جائے۔

7- سرکاری عہدداروں اور ملازمین کے لیے تحائف کا لین دین مکمل ممنوع قرار دیا جائے۔

8- جو لوگ رشوت دیتے ہیں ان کے لیے بھی سخت ترین سزاؤں کا تعین کیا جائے اور رشوت کو باقاعدہ جرم تسلیم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم مسلمانوں کو توفیق دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لین دین کے سلسلہ کی ان تمام ہدایات کی روح کو سمجھیں ان کی پابندی اور پیروی کو اپنی زندگی کا اصول بنائیں۔ آمین یارب العالمین

مصادر و مراجع اور حواشی

1۔ الرحمٰن:60

2۔ النساء:4

3۔ أبوزکریا یحیی بن زیاد الفراء(م:207ھ)معانی القرآن للفرآء،256:1 عالم الکتاب، بیروت، 1983ء

4۔ البیضاوی، عبداللہ بن عمر بن محمد(م: 691ھ) أنوار التنزیل و اسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، 60:2، دار احیاء التراث العربی، بیروت

5۔ النساء:29

6۔ الرازی، فخر الدین محمد بن عمر(م:604ھ) تفسیر الفخر الرازی المشتہر بالتفسیر الکبیر و مفاتیح الغیب، 72:10، دار الفکر - بیروت، 1981ء

7۔ ابن عبد البر، أبوعمر یوسف بن عبداللہ، (368 -463ھ)التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأ سانید، 231:10، وزارة عموم الأ وقاف والشؤ ون الإ سلامیۃ، المغرب العربی، 1387ھ

8۔ ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان بن أحمد (م:354 ھ)، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، 316:13، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1993ء

9۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، (م: 256ھ) صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الطِّیبِ للجمعۃ، 523:3 دار الطّوق النجا، بیروت، 1422ھ

10۔ لأ صبحی، مالک بن أنس (م: 179ھ) موطأ الإ مام مالک، باب ماجاء فی التعفف عن المسئلۃ، 998:2، دار إحیاء التراث العربی، قاہرہ، مصر

11۔ أبویعلی أحمد بن علی بن المثنی الموصلی (210- 307ھ)، مسند أبی یعلی، 91:1 مکتب التحقیق بمرکز التراث، الریاض، 2007ء

12۔ أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی (م: 241ھ) مسند أحمد بن حنبل، 6: 77، عالم الکتب، بیروت، 998ء

13۔ ایضاً، 4: 220

14۔ ایضاً، 2: 323

15۔ ترمذی، محمد بن عیسی بن سورہ (م: 279ھ) سنن الترمذی، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبّع بما لم یُعطَہٗ، 379:4، مکتبۃ مصطفٰی البابی

الحلبی، قاہرہ، 1975ء

16۔ أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی (م: 241 ھ) مسند أحمد بن حنبل، 452:6

17۔ نووی، أبوزکریا یحیی بن شرف (م: 676 ھ)، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، 135:7 دار إحیاء التراث العربی بیروت، 1392ھ۔

18۔ قشیری، أبوالحسین مسلم بن الحجاج، (م: 261ھ) صحیح مسلم، 86:2، دار الجیل بیروت، دار الأفاق الجدیدۃ بیروت

19۔ طحاوی، أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ (م: 321 ھ)، شرح مشکل الآثار، 238:15، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1494ھ۔

20۔ بخاری، ابوعبداللہ بن محمد اسماعیل، (م: 256ھ) صحیح البخاری، باب قبول الہدیۃ، 910:2، دار ابن کثیر، الیمامۃ، بیروت، 1987ء۔

21۔ طحاوی، أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ (م: 321ھ)، شرح مشکل الآثار، باب الصدقۃ علی بنی ہاشم، 09:02

22۔ ابن حبان، أبوحاتم، محمد بن حبان بن أحمد (م: 354 ھ)، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، 103:12

23۔ ابن راہویہ، إسحاق بن إبراہیم بن مخلد، (161-238ھ)، مسند إسحاق بن راہویہ 2: 267، مکتبۃ الإیمان، المدینۃ المنورۃ، 1991ء۔

24 ابن عساکر، حافظ أبوالقاسم علی بن الحسن، (م: 571ھ) تاریخ مدینۃ دمشق، 80:38، دار الفکر بیروت، 1995ء

25۔ مناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین (م: 952-1031ھ) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، 357:3، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1994ء

ii- البزَّار، أبُو بَکرٍ أحمد بن عَمْرٍو، (م: 294ھ) البحر الزخّار، المعروف بمسند البزار، 14 :71، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، 2009ء۔

26۔ طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن أحمد، (م: 260-360ھ) المعجم الکبیر، 25:162-163، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرہ 1983ء

27۔ ابن عبدالبر، أبوعمر یوسف بن عبداللہ (368 -463ھ) التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید، 19:21

28۔ مناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین (م: 952-1031ھ) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، 358:3

29۔ ابن عساکر، حافظ أبوالقاسم علی بن الحسن (م: 571ھ) تاریخ مدینۃ دمشق، 225:61

30۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن أبی بکر (م: 911ھ)، الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر، 36:2،

دارالفکر، بیروت،2003ء

31۔ العسقلانی، أبوالفضل أحمد بن علی (م:852ھ)، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، 436:7، دار العاصمۃ، دارالغیث، الریاض، 1419ھ

ii-ابن ناصرالدین شمس الدین محمد بن عبداللہ (م:842ھ)، توضیح المشتبہ فی ضبط أسماء الرواۃ وأنسابھم وألقابھم وکناھم، 118:4، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1993ء

32۔ أبویعلی أحمد بن علی، الموصلی (210- 307ھ)، مسند أبی یعلی، 91:1 مکتب التحقیق بمرکز التراث، الریاض، 2007ء۔

33۔ أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی (م: 241ھ)، مسند أحمد بن حنبل، 3: 229، 251، عالم الکتب، بیروت، 1998ء۔

34۔ سجستانی، أبوداؤد سلیمان بن أشعث، (202-275ھ) سنن أبی داؤد، 59:1، وزارۃ الأوقاف، قاہرہ، مصر

35۔ أبویعلی أحمد بن علی، الموصلی (210- 307ھ)، مسند أبی یعلی، 246:1

36۔ طحاوی، أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ (م: 321ھ)، شرح معانی الآثار، باب الشھادۃ البدوی، 167:04، عالم الکتاب، بیروت، 1994ء۔

37۔ ہیثمی، نورالدین علی بن أبی بکر (م: 807ھ) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، 174:4، دارالفکر بیروت، 1992ء

38۔ خطابی، أبوسلیمان محمد بن أحمد، (م:388ھ) معالم السنن، 168:3، مطبع العلمیہ، حلب، سوریا، 1932ء

39۔ ابن قیم الجوزیۃ، ابوعبداللہ محمد بن أبی بکر بن ایوب، (م:751ھ) إعلام الموقعین عن ربِّ العالمین، ا: ۲۸-۳۰، دارالجیل، بیروت، 1973ء

40۔ أبوعبداللہ مالک بن انس الأصبحی، (م 93-179ھ) المؤطا، 58:5، دار إحیاء التراث العربی، مصر

41۔ صنعانی، أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام، (126-211ھ) مصنف عبدالرزاق، 107:9، المکتب الاسلامی، بیروت

42۔ ابن أبی شیبہ، أبوبکر عبداللہ بن محمد (م:159-235ھ)، مصنف ابن أبی شیبۃ، 5: 198، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1409ھ

43۔ بیہقی، أبوبکر أحمد بن الحسین بن علی (م:458ھ) السنن الکبریٰ، 6: 184، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباددکن، 1344ھ

44۔ ابن أبی شیبہ، أبوبکر عبداللہ بن محمد (م:235ھ) مصنف ابن أبی شیبۃ، 514:4

45۔ المدثر:6

46۔ ابن أبي شیبہ، أبو بکر عبد اللہ بن محمد (م:159-235ھ)، مصنف ابن أبي شیبۃ، 4: 514

47۔ ایضاً، 4: 420

48۔ االیضاً، 4: 420

49۔ قشیری، أبو الحسین، مسلم بن حجاج، (م:261ھ) صحیح مسلم، کتاب الفاظ من الأدب، باب استعمال المسک، 5:105

50۔ ترمذی، محمد بن عیسی بن سورہ، (م: 279ھ) سنن الترمذی، أبواب الأدب، باب کراہیۃ رد الطیب، 5:108، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

51۔ أزہری، أبو منصور محمد بن أحمد الأزہری (م:370ھ) , تہذیب اللغۃ، 119 :4، الدار المصریۃ للتألیف والترجمۃ 1967ء۔

52۔ جزری، مجد الدین المبارک بن محمد ابن الأثیر (م: 606ھ) النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، 1:293، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1997ء

53۔ حموی، أبو العباس، أحمد بن محمد بن علی الفیومی، (م: 770ھ) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر ص:28، المکتبۃ العصریۃ، قاہرہ۔

54۔ جزری، مجد الدین المبارک بن محمد ابن الأثیر (م: 606ھ) النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، 1:293

55۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، (م:1252ھ) رد المحتار، 295 :21، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

56۔ بہوتی، منصور بن یونس ادریس، کشاف القناع عن متن الإقناع، 136 :22, دار الفکر بیروت

57۔ أبو الطیب، محمد شمس الحق بن امیر علی، عظیم آبادی، (م:۱۳۲۹ھ) عون المعبود شرح سنن أبي داود، 359 :9، دار الکتب العلمیۃ، بیروت 1415ھ

58۔ أزہری، أبو منصور محمد بن أحمد (م:370ھ) تہذیب اللغۃ، 4: 120

59۔ أبو الطیب، محمد شمس الحق بن امیر علی، عظیم آبادی، (م:۱۳۲۹ھ) عون المعبود شرح سنن أبي داود، 80 :8

60۔ أندلسی، أبو محمد علی بن أحمد بن سعید بن حزم (م456:ھ) المحلی، 9:157, دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت

61۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، (م:1252ھ)، رد المحتار، 362 :5، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

62۔ البقرۃ:188

63۔ محمد رشید بن علی رضا، (م:1354ھ) تفسیر القرآن الحکیم (تفسیر المنار) 195:2، الہیئۃ المصریۃ قاہرہ، 1990ء

64۔ مراغی، احمد مصطفیٰ، تفسیر المراغی، 80:2، شرکۃ مصطفیٰ البابی، قاہرہ مصر

65۔ المائدۃ:42

66۔ المائدۃ:62-63

67۔ محمد بن حبان اَبو حاتم البُستی (م: 354ھ) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، 476:11

68۔ قزوینی، اَبو عبداللہ، محمد بن یزید، (م:273ھ) سنن ابن ماجہ 775:2، دارالفکر، بیروت

69۔ موصلی، اَبو یعلی، اَحمد بن علی بن المثنی (م: 307ھ)، مسند اَبی یعلی، 8:،74 دارالمأمون للتراث، دمشق، 1984ء

70۔ اَبو عبداللہ اَحمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی (م: 241ھ) مسند اَحمد بن حنبل، 6: 77

71۔ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد (م:1250ھ)، نیل الأوطار، 140:9، إدارۃ الطباعۃ المنیریۃ

72۔ طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن اَحمد، (م:260-360ھ) المعجم الکبیر، 36:18

73۔ موصلی، اَبو یعلی، اَحمد بن علی بن المثنی (م: 307ھ)، مسند اَبی یعلی، 74:8

74۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن اَبی بکر (م: 911ھ)، جامع الاحادیث، 370:17

75۔ علاء الدین علی بن حسام الدین (م:975ھ)، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، 160:6

76۔ اَبو عبداللہ اَحمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی، مسند اَحمد بن حنبل، 205:4 ، عالم الکتب، بیروت، 1998ء

77۔ سجستانی، سلیمان بن اشعث (م: 275ھ) باب فی الہدیۃ لقضاء الحاجۃ، 291:3، الکمبتۃ العصریۃ، بیروت

78۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، (م:911ھ) جامع الاحادیث، 370:17

79۔ طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن اَحمد، (م:260-360ھ)، المعجم الاوسط، 33:9، دارالحرمین، قاہرہ، 1415ھ

80۔ سجستانی، اَبوداود سلیمان بن الأشعث (م: 275ھ) باب فی الہدیۃ لقضاء الحاجۃ، 291:3

81۔ ایضاً، کتاب الخراج، باب فی ارزاق العمال، 94:3

82۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن اَبی بکر، (م:911ھ) الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر، 45:1،

83۔ آل عمران: 161

84۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ اَبو عیسیٰ (م: 279ھ) الجامع الصحیح سنن الترمذی، 621:3

85۔ سجستانی، اَبوداود سلیمان بن الأشعث (م: 275ھ)، سنن اَبی داوٗد، 98:3

86۔ بخاری، اَبو عبداللہ، محمد بن إسماعیل، (م:256ھ) الجامع الصحیح المختصر، 2 :918

87۔ خطابی، اَبو سلیمان اَحمد بن محمد البستی (م: 288ھ) معالم السنن 80:3

88۔ طبری، اَبو جعفر، محمد بن جریر، (:310ھ) تفسیر الطبری، المائدہ:42، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2000ء

89۔ الانفال:27

90۔ ابن اَبی شیبہ، اَبو بکر عبداللہ بن محمد (م:159-235ھ)، مصنف ابن اَبی شیبۃ، 5: 227۔

91۔ بیہقی،أبوبکرأحمد بن الحسین بن علی(م:458ھ)السنن الکبریٰ،138:10،مکتبۃ دارالباز مکۃ المکرّمۃ،1994ء

92۔ ابن أبی شیبہ،أبوبکرعبداللہ بن محمد(م:159-235ھ)،مصنف ابن أبی شیبۃ،5: 227

93۔ ہیثمی،نورالدین علی بن أبی بکر(م:807ھ)مجمع الزوائدومنبع الفوائد،233:4

94۔ غزالی،أبوحامد محمد بن محمد،(م:505ھ)إحیاءعلوم الدین،کتاب الحلال والحرام،الباب السابع فی مسائل متفرقۃ،154:2،مکتبہ محمد بن اسماعیل،قاہرہ

95۔ ابن عبدالبر،أبوعمریوسف بن عبداللہ،(368 -463ھ)التمہید لمافی الموطأ من المعانی والأسانید،231:10

96۔ قرطبی،شمس الدین،أبوعبداللہ محمد بن أحمد(م:671ھ) الجامع لأحکام القرآن،6: 183،دار إحیاءالتراث العربی،بیروت،1985ء

ii-الغزالی،أبوحامدمحمد بن محمد،(م:505ھ)إحیاءعلوم الدین،کتاب الحلال والحرام،الباب السابع فی مسائل متفرقۃ،154:2

97۔ ابن أبی شیبہ،أبوبکرعبداللہ بن محمد(م:159-235ھ)،مصنف ابن أبی شیبۃ،6: 550

98۔ بخاری،ابوعبداللہ بن محمداسماعیل،(م:256ھ)صحیح البخاری،باب قبول الہدیۃ،916:2

99۔ الفتاویٰ الہندیۃ،226:3،دارالکتب العلمیۃ

100۔ مقدسی،عبداللہ بن أحمد بن قدامۃ(م:620ھ)،المغنی،438:11،دارالفکر بیروت

101۔ بخاری،محمد بن اسماعیل،(م:256ھ)صحیح بخاری،918:2

102۔ بھنسی،احمدفتحی،الموسوعۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی،ص:79،دارالشرق،بیروت،1988ء

103۔ ابن عابدین،محمدامین بن عمر بن عبدالعزیز،(م:1252ھ)،475:3،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

104۔ ایضاً،262:5

105۔ اشرف ندا،الاصول القضائیۃ فی المرافعات الشرعیۃ،دارالفکر،بیروت،1990ء

106۔ بھوتی،منصور بن یونس(م:1051ھ)،کشاف القناع عن متن الاقناع،475:3،وزارۃ العدل المملکۃ العربیۃ السعودیۃ،2000ء

107۔ ایضاً،475:3

108۔ لسرخسی،شمس الدین أبوبکرمحمد بن أبی سھل(م:438ھ)،کتاب المبسوط،82:16،دارالفکر،بیروت،2000ء

109۔ جصاص،أبوبکر،أحمد بن علی الرازی(م:370ھ)،أحکام القرآن،433:2،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،1994ء

110۔ مقدسی، عبداللہ بن أحمد بن قدامۃ (م:620ھ)، المغنی، 437:11،

111۔ بھوتی، منصور بن یونس (م:1051ھ)، کشاف القناع عن متن الاقناع، 475:3

112۔ أبی اسحاق، ابراہیم بن حسن، معین الحکام علی القضایا والاحکام ص:17، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1989ء

113۔ سرخسی، شمس الدین أبوبکر محمد بن أبی سھل (م:438ھ)، کتاب المبسوط، 82:16

114۔ دسوقی، شمس الدین محمد عرفہ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، 165:4

115۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، (م:1252ھ)، رد المختار، 304:4

116۔ رملی، شمس الدین، محمد بن ابی العباس، (م:1004ھ) نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، 95:8، المکتبہ الاسلامیہ، ریاض

117۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، (م:1252ھ)، رد المختار، 311:4

118۔ رملی، شمس الدین، محمد بن ابی العباس، (م:1004ھ) نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، 95:8، المکتبہ الاسلامیہ، ریاض

119۔ کاسانی، علاء الدین أبوبکر بن المسعود، (م: 587ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 18:7، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1986ء

120۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، (م:1252ھ)، رد المختار، 304:4،

121۔ کاسانی، علاء الدین أبوبکر بن المسعود (م:587ھ)، بدائع الصنائع، 18:7

122۔ ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، 435:5، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

123۔ رھونی، ابوعبداللہ محمد بن أحمد (م:1230ھ) حاشیۃ الام الرھونی علی شرح الزرقانی لمختصر خلیل،، 287:7، دار الفکر یروت، 1987ء

124۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، (م:1252ھ)، 365:5

125۔ ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، 455:5، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

126۔ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، 226:22، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، الکویت

127۔ قرطبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن احمد (م:671ھ) الجامع لأحکام القرآن، 340:2

128۔ أبی اسحاق، ابراہیم بن حسن، معین الحکام علی القضایا والاحکام ص:17

129۔ رھونی، ابوعبداللہ محمد بن أحمد (م:1230ھ) حاشیۃ الامام الرھونی علی شرح الزرقانی لمختصر خلیل،، 311:7، دار الفکر بیروت، 1987ء

130۔ ایضاً، 311:7

131۔ بہوتی، منصور بن یونس (م:1051ھ)، کشاف القناع عن متن الاقناع، 301:6

132۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، 387:8

133۔ بھوتی، منصور بن یونس (م:1051ھ)، کشاف القناع عن متن الاقناع، 316:6

134۔ قرطبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن احمد (م:671ھ) الجامع لأحکام القرآن، 184:6

135۔ مبارک پوری، محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم (م:1353ھ)، تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی، 371:4، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

136۔ ہروی، علی بن سلطان محمد، (م:1010ھ) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الإمارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ وہدایاہم، 11: 390

137۔ ابن أبی شیبہ، أبوبکر عبداللہ بن محمد (م:159-235ھ)، مصنف ابن أبی شیبۃ، 6: 557

138۔ بیہقی، أبوبکر أحمد بن الحسین بن علی (م:458ھ)، السنن الکبری، 139:10

139۔ صنعانی، أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام، (126-211ھ)، مصنف عبدالرزاق، 148:8

140۔ خطابی، أبوسلیمان أحمد بن محمد البستی (م:288ھ) معالم السنن 161:4

141۔ قرطبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن احمد (م:671ھ) الجامع لأحکام القرآن، 184:6

ii- الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، 79:19، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، الکویت

142۔ بہوتی، منصور بن یونس (م:1051ھ)، کشاف القناع عن متن الاقناع، 316:6